حسب فرمائش ابوالمظفر شرف الدین احمد صوفی تاجر کتب میرٹھ
ریاض اکبر
اصلی دیوان اکبر
معہ
کیفیت چمن وارث
مصنفہ عطار ثانی صوفی خواجہ محمد اکبر خان صاحب اکبر وارثی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو الوارث

کعبے مین بتکدے مین روشن ہے نور تیرا
یان بھی ظہور تیرا وان بھی ظہور تیرا

کوئی نہین ہے خالی ہے یہ وہ ذکر عالی
پڑھتے ہین سب وظیفہ وحش و طیور تیرا

گم کر دیا ہے خود کو بانک طلب مین تیری
اٹھون گا نام لیتا روز نشور تیرا

بیحد مین گرچہ عصیان اسبات پر ہون نازان
سنتا ہون نام یارب رب غفور تیرا

فانوس چشم مردم قندیل خوش نما ہین
آنکھون کی پتلیون مین روشن ہے نور تیرا

بندے کو کب ہے شایان یہ شان کبریائی
زیبا ہے بس تجھی کو یارب غرور تیرا

مظہر ہے ذرہ ذرہ خورشید احدیت کا
غافل جو تو نہ دیکھے یہ ہے قصور تیرا

تو مہر ہے مین ذرہ تو بحر ہے مین قطرہ
تجھسے ظہور میرا مجھسے ظہور تیرا

شان جمال وارث جلوہ دکھا رہی ہے
دل ... ظہور ... ا

حسن سے پہلے ہستیٔ عالم کا یہ نقشا نہ تھا / ایک اُسکے نور سے معمور وحدت خانہ تھا

شمع کی صورت ہوا روشن جو فانوسِ خیال / دل مین تیری لو لگی تھی دل ترا پروانہ تھا

ایسی ہمت کس مین تھی لیتا ترے لینے کا نام / قیمت کونین ادنے ناز کا بیعانہ تھا

رات اُس ساقی کو دیکھا ہے عجب انداز سے / مے کی مینا تھی بغل مین ہاتھ مین پیمانہ تھا

چشم بینا کے لئے ہر شے مین ہے وہ جلوہ گر / لن ترانی تو فقط اندازِ معشوقانہ تھا

صورتِ ظاہر مٹا کر کی جو باطن پر نظر / سر سے پاؤن تک جمال جلوۂ جانانہ تھا

کیون نہ ہو عشقِ مجازی سے حقیقی کو فروغ / بنگیا کعبہ وہان پہلے جہان بت خانہ تھا

سُنکے حکم فی السماء رزقکم ما توعدون / دستِ استغنا مین اپنے رزق کا پیمانہ تھا

عشق کی منزل مین اکبر سوچکر رکھنا قدم / عشق بازون کا سرِ عرشِ برین کاشانہ تھا

گل مین تو تجھ مین نمو تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا / ہر طرف باغ مین تو تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

ھو الاول ھو الآخر سے نفس سے ثابت / دل مرا خانۂ ہو تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

مین بھی پی لیتا جو ہوتا کوئی تقدیر مین جام / دستِ ساقی مین سبو تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

کر گیا سیکڑون کو شکل دکھا کر بیتاب / کون یہ آئینہ رو تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

میری صورت کو بنا کر تجھے دیکھا تو نے / میرے آئینہ مین تو تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

سیکڑون ذبح کیے سیکڑون کو جان بخشی / کون یہ عربدہ جو تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

زاہدا جانے دے شیرا تھو اسی مین پی لے / یہ ترا ظرفِ وضو تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

کون ہون کیا ہون نہین کچھ میری حقیقت کو نہ پوچھ / جلوۂ وادیٔ ہو تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

جسکی رنگت پہ لیے سیکڑون کے دل اکبر

وہ حنا تھی کہ لہو تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

یار پردہ میں چھپا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا
پردہ آنکھوں پہ پڑا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

تجھسے اقرار کئے کچھ نہ کیا دنیا میں
کیا کہوں بھول گیا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

کسی صورت سے منا لینا خوشامد کرنا
یار تو مجھ سے خفا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

ہر جگہہ تھا وہ خدا دیکھا جو نیچے اوپر
ایک نقطہ میں جدا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

تھا مگر اہل وفا کی تھی محبت تجھ سے
باقی جور و جفا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

احد احمدؐ کا معمّا نہ کھلا ہے نہ کھلے
پردۂ میم میں کیا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

خوب لی میری خبر خوب میرے گھر آیا
خوب یہ وعدہ کیا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

کعبہ و دیر میں کچھ دیکھ لیا آنکھوں سے
ذکر ہی میں نے سنا تھا یہ مجھے معلوم نہ تھا

دیکھنا چاہتے تھا دیدۂ دل سے اکبر
میری صورت میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کیا شیخ کیا برہمن لیتے ہیں نام تیرا
گر یہ ہے رام تیرا وہ ہے غلام تیرا

سنتا ہوں نام نامی خیر الانام تیرا
رستے پہ گمرہوں کو لانا ہے کام تیرا

نیچے قدم کے آکر ہوتا تھا موم پتھر
تھا پاس ناز یاں تک نازک خرام تیرا

جنت ہے تیرا کوچہ طوبیٰ ہے نخل طیبہ
جبرئیل تیرا خادم رضوان غلام تیرا

آنکھوں میں شوق تیرا لذت زبان پہ تیری
دل میں خیال تیرا لب پر ہے نام تیرا

ہے تجھ سے کون خالی دیر و حرم کے والی
یاں بھی مقام تیرا واں بھی مقام تیرا

عرش بریں کی خلوت درگاہ خاص تیری
فرش زمیں کی یہ وسعت دربار عام تیرا

لے لیکے فیض تجھسے دیتا دعا ہوں تجھکو
پی پی کے جام تیرا لیتا ہوں نام تیرا

سن سنکے حسن ہوں صوفی پڑھ پڑھ کے خوش ہوں قدسی
مقبول دو جہاں ہو اکبر کلام تیرا

وہ دو جہاں کے حسینوں میں انتخاب رہا
کہ رشک حسن سے جلتا ہی آفتاب رہا

دکھا دکھا کے ادائیں اٹھا اٹھا کے نقاب
ہلا ہلا کے زمیں کو ترا شباب رہا

وہ لاجواب ہیں بیشک مگر مرے خط کا
جواب دے نہ سکے میں بھی لاجواب رہا

سیاہ بختی کے دل بعد مرگ بھی نہ گئے
کسی کے کاکل پیچاں کا پیچ و تاب رہا

غبار حسرت عاشق ہوں دشت گردش میں
بگولا وار پھرا خانمان خراب رہا

نہ چھٹی پس مردن بھی بد کی عادت بد
کہ رسی جل گئی انداز پیچ و تاب رہا

نہ چکا میں اودھر بھی زبان سے چاٹ گیا
جو کوئی قطرہ تہ ساغر شراب رہا

یہ کیا ملا کہ کبھی کی نہیں مری تعریف
تو رشک ماہ رہا رشک آفتاب رہا

ہیں ایک بوسہ کے ہم پر تو سینکڑوں احسان
تمہیں جو دیدیا دل اسکا کیا حساب رہا

لیتے ہی جاؤنگا میں آپ بھی دیجاتیں
مرا سوال رہا آپ کا جواب رہا

ہمیں تو نزع میں مدفن میں حشر میں بھی یاد
تری ادا ترا غمزہ ترا شباب رہا

میں خال مصحف عارض کے دیکھ لوں تو بنے
تری کتاب رہی میرا انتخاب رہا

خدا ہی ہے تجھے اے اکبر خدا کے بندے سے
کبھی نہ یاد خدا کی سدا خراب رہا

حسینوں میں وہ گل سب سے جدا ہے اپنی رنگت کا
ادا کا ناز کا عشوہ کا شوخی کا شرارت کا

قیامت تاب ہو نہ کیا تیرے انداز قامت کا
قدم کو چومتا پھرتا ہے ہر فتنہ قیامت کا

نگاہیں گرم ہیں خنجر بکف ہیں اور یہ کہتے ہیں
وہ آئے سامنے ارماں ہو جسکو شہادت کا

اُنہوں نے جان دی اور تو نے مٹی بھی نہ دی انکو
دیا کیا خون بہا ظالم شہیدانِ محبت کا

یہیں حشر دن تو مجھکو قبر میں راحت سے رہنے دو
تمہاری ٹھوکروں سے اٹھتا ہے خاکہ قیامت کا

کہیں کا بھی نہ رکھا یار کب تک کے لئے بدلے
ملا کر خاک میں باقی نشان چھوڑا نہ تربت کا

ملا اب کے تو پوچھوں گا کہ اے آئینہ رو مجھ سے
یہ بے پروائیاں کیوں ہیں سبب کیا ہی کدورت کا

وفائیں یاد کر کے وہ بہا جاتے ہیں رو رو آنسو
رہیگا حشر تک سرسبز سبزہ میری تربت کا

سہے کپڑے سے پہنکر پھر نہ جانا یار گلشن میں
گلو سے شاخِ گل سے خون ٹپکے گا شہادت کا

ڈبو کر چاہِ غم میں کہہ گیا وہ یوسفِ ثانی
بری ہوتی ہے چاہت پھر نہ لینا نام چاہت کا

کہا اس نے کہ اکبر کسکے عاشق ہو کہا میں نے
تمہاری پیاری عادت کا تمہاری بھولی صورت کا

ولادت کی کہیں نوبت کہیں ہے کوس رحلت کا
خراب آباد عالم ہے تماشا چشمِ عبرت کا

ہیں اُنکے منہ کو تکتا رہ گیا تو ہنسکے فرمایا
ارے دیوانے تو انسان ہے یا آئینہ حیرت کا

ہلال ابرو سے کر کے جلد تے کیا پھرے یا رب
تڑپنا بھی نہ دیکھا کشتۂ تیغِ محبت کا

نہ سو جاؤنگا میں جبتک عدم میں یہ نہ جا دیکھا
خیال آتا ہے ضد سے طالعِ خفتہ کو خفت کا

نہیں مہتاب اک مشعل ہے ادنی تیری محفل کی
نہیں خورشید اک تحصیلدار ہے دن تیری حکومت کا

نہ دنیا میں نہ عقبیٰ میں نہ جنت میں کوئی دیکھا
ترے انداز کا تیری ادا کا تیری صورت کا

ہجوم بیکسی ہمراہ ہے اور آہ ہے لب پر
یہ نکلا حشر میں نکلا ہے کسکی خاکِ حسرت کا

ترا مرشد ہے دشمن تو نہ دے ہاتھوں میں ہاتھ اسکے
یہی تو ہے طریقہ ادب سے بے بیعت کا

ملاتیں رو رہے مجھ سے اپنے دربانوں کو سمجھا دو
میں اک دن پھیر دونگا اسکے سر پر ہاتھ شفقت کا

بکا بک کر تھکا تو ایک جیب سو کو ہرائی ہے
اثر کچھ تو نے دیکھا ناصحا اپنی نصیحت کا

وہ رشک ماہتاب آتا نہیں دلبر اندھیرا ہے
چمکتا کیوں نہیں یارب ستارہ میری قسمت کا

ہیں عشق آباد دل میں کشتگان حسن کے خیمے
کہیں تربت ہے ارمان کی کہیں مدفن ہے حسرت کا

بنایا ہے خدا نے اس حسین کو دست قدرت سے
حسینوں میں کہیں معشوق کوئی اسکی صورت کا

بُرا در یار ہوگا خود بھی وہ تشریف لائینگے
اجل کے ہاتھ میں پیغام ہے محشر کی دعوت کا

نہ دل ہمدمی نکل باہر ہے رہ میں منتظر تیرا
ہیولا خون ارمان کا بگولہ خاک حسرت کا

تڑپ جاتے جو بجلی دیکھ لے تیری تجلی کو
ترے جلوہ سے منہ پھر جائے خورشید قیامت کا

نہ کیونکر ہفت اقلیم سخن پر تیرا قبضہ ہو
کہ اکبر شاہ ہے تو اکبر آباد فصاحت کا

سکندر اب کہاں آئینہ خانہ بزم امکان کا
اندھیری گور میں کر یاد چشمہ آب حیوان کا

سر مدفن یہ کہنا تھا ملک ناسخ جانان کا
مرے عاشق کیا آباد کیوں گوشہ بیابان کا

تری لو لگ رہی ہے شعلہ غم سے پگھلتا ہے
ترے پروانہ میں آگ لگی ہے عالم شمع سوزاں کا

بھلوں کا کام ہے سب سے بھلائی کرتے رہتے ہیں
برا جانے جو انسان کا برا ہوا ایسے انسان کا

ہمارے دل کے ویرانہ میں مٹی ہو گئے ارمان
فقیروں کی کٹی میں ڈھیر ہے خاک بیابان کا

حیا کا پردہ یکسر اٹھ گیا پردہ نشین اب تو
کھلے بندوں یہ آنکھیں دل اچک لیتی ہیں انسان کا

ہزاروں عیب اپنے دل میں چھپا کر بھول جاتے ہیں
بنایا ہے خدا کے گھر میں ہمنے طاق نسیان کا

مثل سچ ہے ہنر سے آدمی ہے بے ہنر حیوان
ہنرمندو ہنر سیکھو ہنر زیور ہے انسان کا

بنے پھرتے ہیں گلرویوں کی ہم سادہ اداؤں پر
پڑھا ہے باب پنجم جب سے مکتب میں گلستان کا

نہ لوٹو نام قاتل حشر میں اتنا تو کہدوں گا
کہ ہے اک نازنین نازک بدن رنگین ادایان کا

ارے جلاد دست نے لیکے آنکھوں سے لگاتا ہے
ہمیں تھا محضر خون پر گمان قاتل کے دامان کا

نہ آئی نیند مدفن مین بھی آ کر ہائے بیتابی
فسانہ کہہ رہی ہے شمع رو کر بزم جانان کا

بہت بیجا کسی کا قول ہے شدت سے غفلت ہے
بنا مخدوم انکا شیخ کے خادم ان کے دربان کا

عدو اور وہ بلاتے تمکو میرے پاس آتے ہے
صنم لاحول بھیجو نام مت لو ایسے شیطان کا

نہ بولو اے شتو اہل سے گفتگو ہو کر
لیا اس بولنے نے راستہ شہر خموشان کا

ہوئی ہین خاک کسکی حسرتین صحرائے غربت مین
جہان دیکھو وہین تو وہ ہے اک ریگ بیابان کا

پتہ کیا جاتے ہے لا سے نامہ بر یہ نام ہین ان کے
جفا پرور ستمگر شوخ چنچل چلبلا پن کا

نکالے سے بھی نکلا ان کے در سے اسطرح اکبر
کبھی بیٹھا کبھی اوٹھا کبھی تاکا کبھی جہانکا

سمائے کیون نہ السانکی نظر مین حسن انسان کا
کہ ہے اس خاک کے پتلے مین منظر ذات سبحان کا

سہارا ملتا ہے بوسہ سبزہ رخسار جانان کا
پھلے پھولے الہی بیل بوٹہ اس گلستان کا

مین اڑ جاؤن گا محفل سے تری خود او پری ہو کر
دھوان ہون فرش محفل کا دھوان ہون شمع سوزانکا

تمہارا نام ہوتا ہے ہمارا کام ہوتا ہے
اتارو سر کو تن سے سر پہ رکھدو بار احسان کا

یہان کیون قاف سے آکے پری بن کر پھرتی ہین
مرے مدفن مین تختہ ہی کوئی تخت سلیمان کا

نہین ملتا کہین لو گوشہ گوشہ ڈھونڈ آیا ہون
چمن کا کوہ کا دریا کا بستی کا بیابان کا

مین اس کو دیکھتے ہی ہو گیا سو جان سے قربان
ہلال عید نے دھوکا دیا ابروے جانان کا

ہوائے سبزہ رخسار نے کیا جان ڈالی ہے
اڑا جاتا ہے طوطی بنکے ہر پتہ گلستان کا

پریشان کر کے اکدن خاک مین ہمکو ملا دیگا
بکھرنا زلف پیچان کا نکھرنا حسن جانان کا

مین وہ تنگ وہ عالم تھا کہ میرا دم نکلتے ہی
کنارا کر گئے احباب پر [illegible] کا

مری میت پہ بھی لایا عدو کو ساتھ اپنے
جلانا کب رہا ہے اوس بت کافر مسلمان کا

وہ رشک ماہتاب آتا نہیں دلبر اندھیرا ہے
چمکتا کیوں نہیں یارب ستارہ میری قسمت کا

نہیں عشق آباد دل میں کشتگانِ حسن کے خیمے
کہیں تربت ہے ارمان کی کہیں مدفن ہے حسرت کا

بنایا ہے خدا نے اس حسین کو دستِ قدرت سے
حسینو تم نہیں معشوق کوئی اسکی صورت کا

پڑا دربار ہوگا خود بھی وہ تشریف لائینگے
اجل کے ہاتھ میں پیغام ہے محشر کی دعوت کا

تو دل مہدی نکل یارب ہے رہ میں منتظر تیرا
ہیولا خون ارمان کا بگولہ خاکِ حسرت کا

تڑپ جاتے جو بجلی دیکھ لے تیری تجلی کو
ترے جلوے سے منہ پھر جائے خورشید قیامت کا

نہ کیونکر سفت اقلیم سخن پر تیرا قبضہ ہو
کہ اکبر شاہ ہے تو اکبر آباد فصاحت کا

سکندر اب کہاں آئینہ خانہ ہے حرم امکان کا
اندھیری گور میں کر یاد چشمۂ آبِ حیوان کا

سر مدفن یہ کہنا ہاتھ مل کر ہائے جانان کا
مرے عاشق کیا آباد کیوں گوشہ بیابان کا

تری لو لگ رہی ہے شعلۂ غم سے پگھلتا ہی
ترے پروانہ میں آگ لگی ہے عالم شمع سوزان کا

بھلوں کا کام ہے سب سے بھلائی کرتے رہتے ہیں
برا جانے جو انسان کا برا ہوا ایسے انسان کا

ہمارے دل کے ویرانہ میں مٹی ہوگئے ارمان
فقیروں کی کٹی میں ڈھیر ہے خاک بیابان کا

حیا کا پردہ یکسر اٹھ گیا پردہ نشین اب تو
کھلے بندوں یہ آنکھیں دل اچک لیتی ہیں انسان کا

ہزاروں عیب اپنے دل میں چھپا کر بھول جاتے ہیں
بنایا ہے خدا کے گھر میں ہم نے طاقِ نسیان کا

مثل مشہور ہے آدمی تو بے ہنر حیوان
ہنر مندو ہنر سیکھو ہنر زیور ہے انسان کا

شے پھرتے ہیں گلرویوں کی ہم سادہ دلو ہر
پڑا ہے باب پنجم عیب سے مکتب میں گلستان کا

نہ لو گے نام قاتل حشر میں اتنا تو کہہ دوں گا
کہ ہے اک نازنین نازک بدن رنگین دامان کا

اسے جلاد سے لیجیے آنکھوں سے لگاتے تھے
نہیں تھا خنجرِ خون پر گمان قاتل کے دامان کا

نہ آئی نیند مدفن میں بھی آکر ہائے تنہائی
فسانہ کہہ رہی ہے شمع رو کر بزم جاناں کا

بہت سچا کسی کا قول ہے خدمت سے عظمت ہے
بنا مخدوم اُنکا بنکے خادم ان کے درباں کا

عدو اور وہ بلائے تمکو میرے پاس آتے ہے
صنم لاحول بھیجو نام مت لو ایسے شیطاں کا

نہ بولو اے تنو اُٹھو اجل سے گفتگو ہوکر
لیا اس بولتے نے راستہ شہر خموشاں کا

ہوئی ہیں خاک کتنی حسرتیں صحرا غربت میں
جہاں دیکھو وہیں تو وہ ہے اک رنگ بیاباں کا

پتہ کیا چاہتے ہو اے نامہ بر یہ نام ہیں اُن کے
جفا پرور ستمگر شوخ چنچل چلبلا بانکا

نکالے سے بھی نکلا اُن کے در سے اسطرح اکبر
کبھی بیٹھا کبھی اوٹھا کبھی تاکا کبھی جھانکا

سمائے کیوں نہ انسا کی نظر میں حسن انساں کا
کہ ہے اس خاک کے پتلے میں مظہر ذات سبحاں کا

سہارا ملتا ہے بوسہ سبزۂ رخسار جاناں کا
پھلے پھولے الٰہی بیل بوٹہ اس گلستاں کا

میں اُڑ جاؤں گا محفل سے تری خود او پری ہوکر
دھواں ہوں فرش محمل کا دھواں ہوں شمع سوزاں کا

تمہارا نام ہوتا ہے ہمارا کام ہوتا ہے
اُتارو سر کو تن سے سر پہ رکھدو بار احساں کا

یہاں کیوں قاف سے آکے پریاں گر دھرتی ہیں
مرے مدفن میں تختہ ہی کوئی تخت سلیماں کا

نہیں ملتا کہیں تو گوشہ گوشہ ڈھونڈ آیا ہوں
چمن کا کوہ کا دریا کا بستی کا بیاباں کا

میں اُس کو دیکھتے ہی ہوگیا سو جان سے قرباں
ہلال عید نے دھوکا دیا ابروئے جاناں کا

ہوائے سبزۂ رخسار نے کیا جان ڈالی ہے
اُڑا جاتا ہے طوطی بنکے ہر پتہ گلستاں کا

پریشاں کر کے اکدن خاک میں مجکو ملا دیگا
بکھرنا زلف پیچاں کا نکھرنا حسن جاناں کا

میں وہ تنگ دو عالم تھا کہ میرا دم نکلتے ہی
کنارا کر گئے احباب پر دگو ہے زنداں کا

مری میت پہ بھی لایا عدو کو ساتھ ساتھ اپنے
جلانا کب روا ہے او بت کافر مسلماں کا

چھپے ہیں آفتاب آسمان ہزاروں داغ دل اکثر
نباہ ہے سینہ پر داغ مغرب مشرقستان کا

ستارے سوختہ ساماں کی آہوں سے نکلتا ہے
دھواں حسرت کا لپٹیں آذر کی شعلہ ارمان کا

کیا کرتے ہیں خاطر اپنے گھر آئے مسافر کی
سنا اک بے روا ہے اختیار گور مہمان کا

دیا بلبلوں نے انکے مقبروں میں جھاڑ لٹکا
دھواں اٹھتا نہ تھا جنکے اوپر شمع سوزانکا

مرا دل پاؤں ہے ملکر کف افسوس ملتے ہیں
نہ اڑجائے کہیں رنگ حنا ہیہات جانان کا

ہے وقت نزع اسد مرہم تو نظر کے سامنے بیٹھو
ہمارا دم نکلتا ہے نہیں دھوکا ہے ارمان کا

کئے ایجاد کیا کیا نسخہ جان بخش حکمت سے
مگر پھر بھی گیا منہ میں اجل کے لقمہ لقمان کا

محب فوق سخن ہے شاعروں پر کیوں نہ غالب ہو
کرے گی روح فیضی ترجمہ اکبر کے دیوان کا

غضب ہے ترا اک نظر دیکھ لینا
قیامت نہ ہو فتنہ گر دیکھ لینا

سنبھالو تو تم اپنی تیغ ادا کو
مری جاں دہی کے ہنر دیکھ لینا

مرا کشتہ ہونا تری چشم پوشی
جلانا مرا اک نظر دیکھ لینا

یہی سرکشی ہے اگر تیری ظالم
کٹا دیں گے ہم اپنا سر دیکھ لینا

ہے باریک تار نظر سے زیادہ
دکھائی نہ دے گی کمر دیکھ لینا

جدائی میں لب خشک ہیں چشم تر ہیں
ادھر بھی نشہ بحر و بر دیکھ لینا

ہے یہ طور آنکھوں کا فرقت میں تیری
ادھر دیکھ لینا ادھر دیکھ لینا

میں چھٹ جاؤں گا بار پرسش عمل سے
عنایت سے تم اک نظر دیکھ لینا

نہاں تجھے آنکھوں میں دل میں تجھے ہم
پسند آئے جو تجھکو گھر دیکھ لینا

جلا کر تو لے شمع اک دل جلے کو
جلے گی سدا تا سحر دیکھ لینا

زمین پر ٹپک دے گی اے چرخ مجھکو | یہ آہ سحر پر اثر دیکھ لینا

نہ پوچھو پتہ اکبر مجذوب کا
کہیں ہوگا تھامے جگر دیکھ لینا

قطعہ

گلابی ہے جانب گلشن کسیکا | ہوا ہے چاک پیراہن کسیکا
ٹپک کر سخت جانی تن کسیکا | ارادہ ہے پے کشتن کسیکا
مرے فانوس دل میں جلوہ گر ہے | چراغ عارض روشن کسیکا
صف مژگان کھڑی ہے لیس ہوکر | کرے گی خون یہ پلٹن کسیکا
محبت کی جستجو دیر و حرم میں | نہیں پایا کہیں مسکن کسیکا
نہ مسجد میں زیارت کی کسی کی | نہ مندر میں ہوا درشن کسیکا
جہنم میں پڑے گلزار فردوس | ترے کوچہ میں ہو مسکن کسیکا
عدو اچھا ہے ہاں میں ہی برا ہوں | مگر ہے چاک کیوں دامن کسیکا
خموشی سے ہیں گویا حسرت سراسر | سنیں گے خاک وہ شیون کسیکا
یہ کہتی ہے تمنا محو کرون کی | ترے کوچہ میں ہو مدفن کسیکا
مشبک ہے نقاب روئے روشن | اسی غم سے گیا دل چھن کسیکا
یہ قبان بے بنیادی کہہ رہی ہے | کہیں شایان نہیں شیون کسیکا
جو میری زندگی چاہو عزیزو | سنگھا دو لا کے پیراہن کسیکا
لپٹ جائے گی اٹھ کر خاک حسرت | ہو آیا سر مدفن کسیکا
شب معراج کہتے تھے فرشتے | براق ناز ہے توسن کسیکا
اگر قرآن کا جامہ بھی پہنو | یقین لائے نہ وہ بدظن کسیکا

چلو اکبر وہین چل کر رہین گے
کہ رشک خلد ہے آنگن کسی کا

یہ احسان ہے دم کشتن کسی کا
کہ خنجر ہے سر گردن کسی کا

نہ تڑپے ہم دم کشتن یہ ڈر تھا
کہ تر ہو خون سے دامن کسی کا

قدم لے آٹھکے پھر اسے خاک حسرت
گذر ہے پھر سر مدفن کسی کا

لیے گلگشت آتین حور و طلعت
کہ دل داغون سے ہے گلشن کسی کا

تمہاری چال نے محشر کو دی چال
نہ ٹھکرایا مگر مدفن کسی کا

لگاے قہقہے محفل مین کوئی
ہو تم سے چاک پیراہن کسی کا

مزا ہو وہ کہین چل دور اور مین
دبا لون ہاتھ مین دامن کسی کا

ہے جب خود پردہ در وہ حسن غماز
تجھے پردہ ہے کیا چلمن کسی کا

بچانا چشم افسون گر سے یارب
نہ چھینے دل یہ بنگالن کسی کا

نہین ملتا ہے جو مل لو عزیزو
نہین کوئی پس مردن کسی کا

مجھے بھی بزم جانان مین جگہ دو
نہین ہون دوست و دشمن کسی کا

دماغ اڑتا ہے بوے مشک چین سے
سنگھا دو گیسوے پرفن کسی کا

ادا و ناز دو اور ایک عاشق
کسی کی جان ہو گی تن کسی کا

لگانا ٹھوکرین دو چار ان کو
کسی رستے مین ہو مدفن کسی کا

چھپائے اکبر عاصی کے سب عیب
بڑا ہے کس قدر دامن کسی کا

مطلع دل لوٹتا ہے عاشق دلگیر کا
آج تو پردہ اوٹھا دو روے پرتنویر کا

دیکھ لے گر اک کرشمہ حسن عالم گیر کا
واعظ مرشد ہو چیلا اس بت بے پیر کا

اچھی صحبت سے نتیجہ دیکھ لو تاثیر کا
صاحبان کہف میں رتبہ ہے کتے قطمیر کا

ڈر ہے مقتل میں تڑپنا دیکھ کر نخچیر کا
ٹوٹ جاتے دم نہ اے قاتل تری شمشیر کا

جب خیال آتا تھا تیرے روئے پر تنویر کا
چوم لیتا تھا میں اوٹھ کر منہ تری تصویر کا

میرے چشم شوق بوسہ لیتے لیتے رہ گئی
تا کہ پھیکا ہو نہ گل بوٹا تری تصویر کا

وہ بری شے ہے یہ ظلم و سرکشی محفل میں دیکھ
کاٹتے ہی سر کے منہ کالا ہوا گلگیر کا

ذبح کرتے ہی جو تم دامن جھٹک کر چل دئے
خون اڑ اڑ کر لپٹتا تھا کہیں نخچیر کا

دیکھ صحبت کا اثر کیا قابل تسلیم ہے
سرخ ہو جاتا ہے منہ آتش میں آتش گیر کا

واپس آجاتی ہے جا کر جو تا قصر جلال
بے نیازی سے ہے ساز اس آہ کی تاثیر کا

میری آہ سرد کے جھونکوں میں آئیو صنم
لطف آجائیگا تم کو خطۂ کشمیر کا

کر کے مدہوش شراب وصل گر لغزش میں دید
دے ابھی بوسہ نیا یا قاعدہ تعزیر کا

یہ دکھا دے گلشن فردوس ہے کتنا وسیع
یار دوزخ تجھ ہے اک عنصر مری تعمیر کا

کیا کروں زیب قلم اس سخت جانی کے مزے
عزم کشتن ہووے مجھ پر اس بت بے پیر کا

پر اوڑے دم ٹوٹ جائے منہ پھر جائے چھرا
تیر کا شمشیر کا تدبیر کا تقدیر کا

ہاے اکبر سے یہ نفرت رکھ لیتے کانو پہ ہاتھ
سجدوں میں شور جب ہونے لگا تکبیر کا

کر لیجئے وعدہ آج تو بوس و کنار کا
دل توڑتے ہو کیوں کسی امیدوار کا

ٹھہرا ہے فیصلہ یہ مرے جسم زار کا
جان ناز یار کی ہے دل انداز یار کا

کیا پوچھتے ہو کیسے گذاری شب فراق
منہ تک رہی ہی آنکھ ترے انتظار کا

ہنسنے کے واسطے ہے بیان کی ہر ایک بوند ۔ اڑتا ہے رنگ ہنسی کے نقش و نگار کا

جس گل سے تھی امید چڑھا جائیگا لا کے پھول ۔ گل کر گیا چراغ وہ میرے مزار کا

اے دوستو ہوا ہے جو میرا کہا سنا ۔ ہے آج عزم قتل کہ کوئے یار کا

ہے قہر زہر زلف بتان شہر شہر میں ۔ تریاق نے بھی شور کیا مار مار کا

کیونکر گذر ہو آہ الہی میں کیا کروں ۔ کہتے ہیں جس کو عرش وہ زینہ ہے یار کا

آگر نظر وہ مصحف رخ ہو گیا نہان ۔ حافظ خدا ہے اب مرے صبر و قرار کا

بلبل نے گل اٹھا کے گلے سے لگا لیا ۔ اے گل گرا تھا پھول جو اک تیرے ہار کا

خود آئے کہ رشک کو ہرگز یقین نہیں ۔ قاصد کا نامہ جات کا کاڈ کا تار کا

دامن سے کیوں جھٹک نہ دی اے شہسوار حسن ۔ حسرت بھرا غبار ہے میرے مزار کا

جانان نہ پوچھ حال نکل جائے دم مجھے ۔ ارمان ہر الم ہوں کسی سوگوار کا

داد و ستد کی رسم ہے وہ پھول دو ہمیں ۔ ہم نے دیا خطاب تمہیں گلعذار کا

کیا کیا حسین صورتیں مٹی میں مل گئیں ۔ باقی رہا نشان نہ کسی نامدار کا

اکبر خدا کے سامنے یوں ہی چلے چلو ۔ فریاد لب پہ ہاتھ میں دامن ہو یار کا

اکبر جو پھر غزل سر بزم مشاعرہ
مجمع ہے شاعران فصاحت شعار کا

پوچھا کہ حال کیا ہے دل بیقرار کا ۔ ہم نے کہا کہ شکر ہے پروردگار کا

آتے ہی بولے وقت ہے بوس و کنار کا ۔ منہ چوم لوں میں اپنے محبت شعار کا

کیا پوچھتے ہو حال دل سوگوار کا ۔ پتلا بنا ہے حسرت دیدار یار کا

وہ گل نہیں چمن میں تو بس خار خار ہے ۔ طوطی نغمہ سنجی ترانہ ہزار کا

یک جو روش کی برق تجلی جلا گئی — دنیا ہی مین عذاب ہوا خشم نار کا

اے گور تو ہی ڈہانک لے پردہ غریب ہون — پرسان نہین ہے کوئی مرے حالِ زار کا

ہین دل مین داغ داغون مین حسن ازل کا رنگ — گلشن مین پہول پہولون مین جلوہ ہے یار کا

دیتا تہا دیکہہ دیکہکے ان کو شب وصال — تہا طول کاکلون مین شب انتظار کا

پہنچاتا ہے ہزار کو دم مین سوئے عدم — اچہا قدم ہے الفت لیل و نہار کا

اچہا نہین غبار دعا پڑہنے جاتے — مدفن ہے راستے مین کسی خاکسار کا

نیکی بدی کی طرح جو بوسونکو گنتے ہو — یہ رات وصل کی ہے کہ ہے دن شمار کا

دیکہا انہین تو نالہ یہ کہکر نکل گیا — ارمان تہا مین ہائے کسی بیقرار کا

اے دار و گیر عشق انا الحق کہا لیا — دار فنا ہے دارہ دار القرار کا

مہمان ہون صبح شام کا کیا پوچہتے ہو حال — بیکس کا بے وطن کا غریب الدیار کا

مینا بہی ہے چمن بہی ہے وہ گلبدن بہی ہے — ساقی شراب دے کہ ہے موسم بہار کا

قطعہ

اک شہرِ خامشان کیطرف حسب اتفاق — گذرا سمند ناز جو اس شہسوار کا

آتی تہی آہ آہ کی آواز دردناک — پوچہا کہ یہ مزار ہے کس دل فگار کا

کرتی ہین چیخ چیخ کے فریاد حسرتین — ہے شور ہائے ہائے کسی بیقرار کا

حسرت نے دی صدا ارے غافل کہان ہے تو — یہ ہی تو ہے مزار ترے جان نثار کا

سنکر کیا یہ اسکے بہی اندوہ نے ہجوم — ہنگامہ نالہ کش تہا ہر اک سو ہزار کا

بسمل ہین جسم حسرتین کہین ارمانِ خون چکان — فریاد خاک کی کہین نالہ غبار کا

کہتی آرزوئے خون شدہ اک سمت آہ کش — تہا شور ایک سو یہ تمنائے زار کا

اے کشتگانِ تیغ محبت پڑہو دعا

ہے آج عرس اکبر سینہ فگار کا

مجھے سودائے بتان ہوتا کا کیون نہین ہوتا
جو لکھا تھا مقدر مین وہ پورا کیون نہین ہوتا

مین کرتا ہون سوال وصل پورا کیون نہین ہوتا
نہین کرنا پڑیگا تمسے ہوگا کیون نہین ہوتا

تلافی ہر مرض کی مسیحا سے کیون نہین ممکن
ہوا کرتا ہے ہر غم کا مداوا کیون نہین ہوتا

الہی یہ حسین وعدون کے سچے کیون نہین ہوتے
یہ کیا پھر پڑے الیسون سے ایسا کیون نہین ہوتا

جو ممکن ہے تو میری اٹھ پہ راضی کیون نہین ہوتے
ذرا سی بات کا اقرار اچھا کیون نہین ہوتا

ہمیشہ درس گاہ عشق مین تعلیم باقی ہے
مری جاگیر مین دامان صحرا کیون نہین ہوتا

قبا تن سے اتارو بید برک سینے سے آلپٹو
حبیب ایسا تمھین ممکن ہے تو ایسا کیون نہین ہوتا

ہمارے پاس تک آتے ہین ان کو شرم آتی ہے
ہمین سے ہی عدو سے انکا پردہ کیون نہین ہوتا

وہان یہ ہٹ کہ ہم ایفا کرینگے حشر مین وعدہ
یہان یہ ضد ابھی ارمان پورا کیون نہین ہوتا

تجھے اکبر نے تنہائی مین کیا کیا کچھ نہ سمجھایا
ارے جھوٹے خدائی کے تو سچا کیون نہین ہوتا

نزع کے وقت تو جو آ نکلا
جان کے ساتھ مدعا نکلا

چاہ غم مین ڈبو دے لاکھون
تو کسی کا نہ آشنا نکلا

وصل کی شب لپٹ کے فرمایا
اب تو ارمان آپ کا نکلا

شام کے وقت اسکے کوچہ سے
آسمان خون تھوکتا نکلا

آتے جاتے ہین جیسے اور اغیار
مین بھی تیری گلی مین آ نکلا

آسمان بن گئی مکان کی زمین
چاند تو کس طرف سے آ نکلا

تجھ سے امید تھی وفا کی مجھے
تو نہایت ہی بے وفا نکلا

جہان سجدہ کیا تھا اکبر نے
وان ترا نقش کف پا نکلا

گئے دونو جہان نظر سے گذر تری شان کا کوئی بشر نہ ملا
تری ہر جگہہ دیکھی نرالی پھبن ترا بھید کسی کو مگر نہ ملا

ترا چرچا جہان کی زبانون مین ہے ترا شور زمانے کے کانون مین ہے
مگر آنکھون سے دیکھا تو پردہ نشین کہین تو نہ ملا ترا گھر نہ ملا

کوئی جلوہ طور پہ غش مین گرا کوئی سدرہ پہ چلنے سے عاری ہوا
گئی عقل رسا تو خبر نہ ملی اوڑا طائر فکر تو پر نہ ملا

مرے ملنے سے ہوتا ہے چین کہین ترے ملنے نہ ملنے کا شکوہ کہین
جو گلا ہے تو ہے یہی حق سے گلا مجھے تیرا سا ہاتے جگر نہ ملا

کوئی ملنے کا تیرے نشان بھی ہے کہین رہنے کا تیرے مکان بھی ہے
تجھے دیکھا ادھر تو ادھر نہ ملا تجھے ڈھونڈا ادھر تو ادھر نہ ملا

کہین دست سوال دراز نہین کسی اور پہ اون مجھے ناز نہین
کوئی تجھسا غریب نواز نہین ترے در کے سوا کوئی در نہ ملا

مین خدا جانے کس پہ ہوا ہون فدا مرے ہوش و حواس نہین بجا
پہرے ہٹ تو پری مرے پاس نہ آ چل حور تو مجھسے نظر نہ ملا

مین ہمیشہ اسیر الم ہی رہا مرے دل مین سدا ترا غم ہی رہا
مرا نخل امید قلم ہی رہا مرے رونے کا کوئی ثمر نہ ملا

اسی فکر مین گذرے ہین دن اکبر اسی غم مین گذارے شب بھر

کیا جس نے انکار سے شکر ے حضوری ہم سے وہ شکیبا شرمندہ ملا

تم اپنے آنکھوں میں بس رہے ہو کہ یار ہر جا تمہیں کو دیکھا
یہاں بھی دیکھا وہاں بھی دیکھا جہاں بھی دیکھا تمہیں کو دیکھا

خدا کہوں تو خدا نہیں ہو جدا کہوں تو جدا نہیں ہو
کیا ہے آدمؑ نے جس کو سجدہ حضور ایسا تمہیں کو دیکھا

دلوں میں سب کے مقام کرنے سوئے محمدؐ سلام کرتے
کلیم سے کچھ کلام کرنے کمال والا تمہیں کو دیکھا

جہاں کو رنگین چمن بنا کر وہ چمن میں اپنا وطن بنا کر
وطن میں سو طرح بن بنا کر نیا تماشا تمہیں کو دیکھا

رہے بہت آپ کو چھپاتے ہزار شکلوں میں بھیس بدلے
مگر ہماری نگاہ دیکھو کہ سب کو چھوڑا تمہیں کو دیکھا

ہزار صورت کے رنج و غم تھے جو تم بظاہر نہیں تھے ہم تھے
ہمیں نے جب آپ کو مٹایا تو پھر سراپا تمہیں کو دیکھا

تمہاری اکبر کو آرزو تھی تمہاری اکبر کو جستجو تھی
تمہیں میں آیا تمہیں میں پایا تمہیں کو ڈھونڈا تمہیں کو دیکھا

جب عرب کے چمن سے وہ نور خدا ہر طرف جلوہ اپنا دکھانے لگا
کفر تھا رت ہوا اٹھ گئے بت کر منہ پہاڑوں میں شیطاں چھپنے لگا

کیا بشر کیا ملک کیا زمیں کیا فلک عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک
دیکھ کر نور حق ہر کوئی یک بیک آمد احمد کا مژدہ سنانے لگا

بدلیاں رحمتوں کی گرجنے لگیں نوبتیں شادمانی کی بجنے لگیں
دین کی فوجیں ہر سمت سجنے لگیں پرچم اسلام کا جگمگانے لگا

ہر طرف نور ایزد ہویدا ہوا جس نے دیکھا وہی دل سے شیدا ہوا
جب عرب میں وہ محبوب پیدا ہوا سب کو جنتے حسین گھٹانے لگا

پھر تو بحر شریعت میں موجیں اٹھیں چار جانب نبوت کی فوجیں بڑھیں
صاف اللہ سے باتیں ہونے لگیں پاس روح الامیں آنے جانے لگا

کنگرے قصر کسریٰ کے گرنے لگے ڈوبتے کلمہ پڑھ پڑھ کے ترنے لگے
آگ آتش کدوں کی بجھانے لگا اور سماوا میں پانی بہانے لگا

ساتھ ابوبکرؓ عثمانؓ عمرؓ اور علیؓ پنجتن پاک پہنچے گلی در گلی
دل میں یہ مدعا اے خدا کر بھلی منہ سے ہر ایک کلمہ پڑھانے لگا

جیسے تاروں میں جلوہ ہو مہتاب کا وہ پرا باندھ کر چار اصحاب کا
سیدھا رستہ کسی کو بتانے لگا دل کسی کا ادا سے لبھانے لگا

سو لگا کر بھینی بھینی وہ خوشبوئے تن دیکھ کر رنگ رحمت چمن در چمن
کہہ کے انت نبی پڑھ کے صل علی بلبل خوش نوا چہچہانے لگا

موم پتھر ہوا اول اٹھے چالو الٹا سورج پھرا ہو گیا شق قمر
رفع حاجت کو یکجا کیے دو شجر سوکھے جنگل میں پانی بہانے لگا

اکبر خستہ کی ہیں یہ چار التجا ان میں کوئی تو پوری ہو بہر خدا
یا تو جلوہ دکھا یا مدینہ بلا ورنہ تسکین دے دل ٹھکانے لگا

ذات احمد کو گلشن ہستی میں آنا تھا		یہ نسیم سے جو در پہ ... سہانا تھا

آدم نے لاکے یانگے قفس میں پھنسا دیا
اپنا کسی چمن میں کبھی آشیانہ تھا

کی ہیں ہزار رنگ میں گو پردہ داریاں
لیکن کہیں جمال تمہارا چھپا نہ تھا

ہاں اے نگاہِ ناز کوئی وار اور بھی
کیا بات اس نشانہ کی ہے کیا نشانہ تھا

کتنے خریدتے ہی مجھے بے بہا کیا
کوئی نہ پوچھتا تھا میں جب تک بکا نہ تھا

قربان اپنے مرشدِ برحق کے جائیے
اسکو دکھا دیا ہے کہ جس کو سنا نہ تھا

ہم جستجوئے یار میں دنیا سے گم ہوئے
اس کا پتہ ملا تو پھر اپنا پتہ نہ تھا

واعظ تو دیکھتا تو سبھی پی کے ایک گھونٹ
جانے نصیب تیرے مقدر ہی کا نہ تھا

لاہوت میں پہنچ کے یہ حیرت نے دی صدا
کیا غل تھا کسکی یاد تھی کیا فسانہ تھا

اجڑے ہوئے مکانوں میں آباد تھی تمہیں
ٹوٹے ہوئے دلوں میں تمہارا ٹھکانہ تھا

کعبہ میں تم ملے نہ کلیسا میں تم ملے
پھر کونسے مکان میں تمہارا ٹھکانہ تھا

رسوائیوں کا اپنی تو اکبر گلا نہ کر
اول ہی سے مزاج ترا عاشقانہ تھا

جسنے جب حسن آپ کا دیکھا
ہوش اپنا نہ پھر بجا دیکھا

اسکی آنکھوں میں خار ہے جنت
جس نے گلزار مصطفےٰ دیکھا

ہے شبیہ محمد آنکھوں میں
آج آئینہ خدا دیکھا

اے حلیمہ خبر نہیں تجھکو
گود میں اپنی تو نے کیا دیکھا

سائے کا سایہ ہو نہیں سکتا
آپ کو سایۂ خدا دیکھا

جتنی اپنی تھی خوبیاں ثبوت کیا
آپ پر کل کا خاتمہ دیکھا

یوں تو لاکھوں نبی ہوئے اکبر

ان کو خوب کیا دیکھا

کیا کہیں آج ہم نے کیا دیکھا — مرشد پاک میں خدا دیکھا

یک کے پیر مغاں کے ہاتھوں پر — کچھ مزا پایا کچھ مزا دیکھا

حسن وہ چیز ہے کہ ہر کوئی — آپ کی سمت دیکھتا دیکھا

جسکو دیکھا جو اپنی آنکھوں نے — پھر نہ اپنا کہیں پتا دیکھا

آنکھ والوں نے آنکھ سے انکو — جا بجا پایا جا بجا دیکھا

چوکتے کب ہیں دیکھنے والے — تم کو آنکھوں میں رکھلیا دیکھا

دھوم ہے ان کے حسن کی اکبر
جس کو دیکھا اسے فدا دیکھا

تم چھپے اور ہم نے آ دیکھا — کیوں ہمارا ابھی دیکھنا دیکھا

من رآنی فقد رأی الحق — آپ کا قول آئینہ دیکھا

تمکو دیکھا ہے بر ملا لیکن — یہ نہ پوچھو کہ تم میں کیا دیکھا

دل میں آیا تصور مرشد — عرش پر جلوۂ خدا دیکھا

کیا ہماری نظر ہے کیا ہم ہیں — تم نے جو کچھ دکھا دیا دیکھا

برزخ شیخ پر ہے جان قربان — شکل انسان میں خدا دیکھا

عشق کی جس نے نہ لی اکبر
اس نے دنیا میں آ کے کیا دیکھا

آ کے دنیا میں سب اقرار الست بھول گیا — جو ادھر یاد کیا تھا وہ ادھر بھول گیا

دیکھ قرآں میں کیا تو نے کیا تھا اقرار — پھر تجھے یاد دلاتے ہیں اگر بھول گیا

در شان سراپا فیضان مرشدنا و سیدنا جناب حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جو پی لے ایک پیمانہ مرے مخدوم وارث کا
ہے تا حشر دیوانہ مرے مخدوم وارث کا

بہار عید آئی ہے طبیعت رنگ لائی ہے
بنا دو مجھکو مستانہ مرے مخدوم وارث کا

چڑھی ہے وارثی رہتی شراب عشق مستی ہے
کھلا ہے آج میخانہ مرے مخدوم وارث کا

سلیقہ سے ہوا ہے مستو یہ بیخودی کھولنا
چھلک جائے نہ پیمانہ مرے مخدوم وارث کا

سلاطین زمن آکر جہاں گردن جھکاتے ہیں
ہے وہ بستر فقیرانہ مرے مخدوم وارث کا

نہ کیوں سجدہ کریں جن و ملک آکر آستانہ پر
بنا ہے عرش کا شانہ مرے مخدوم وارث کا

ہے بزم دہر میں شمع جمال وارثی روشن
جسے دیکھو ہے پروانہ مرے مخدوم وارث کا

نقد وسعت ہمت عطا کرتا ہے سائل کو
ہے وہ دربار شاہانہ مرے مخدوم وارث کا

اٹھی کالی گھٹا گھنگھور اب ایسے میں اے ساقی
پلا دے بھر کے پیمانہ مرے مخدوم وارث کا

سلامت اگر منظور اکبر کا اجل تجکو
سنا دے کوئی افسانہ مرے مخدوم وارث کا

ردیف با

چلے عرش پر مصطفیٰ آج کی شب
ہے روشن سماک ناما آج کی شب

خدا سے سنے راز و نیاز محمد
محمد پہ فضل خدا آج کی شب

نظر آئی امت کی بخشش کی صورت
نبی سے خدا مل گیا آج کی شب

حبیب خدا اب خدا سے ملیں گے
جدائی رہے گی جدا آج کی شب

گرجنے لگے رحمت حق کے بادل
شفاعت کی اٹھی گھٹا آج کی شب

وہ جلوے دکھائے ضیائے نبی نے — دیا روز روشن گھٹا آج کی شب

کھلی رہ گئی دیکھ کر چشم انجم — جمال حبیب خدا آج کی شب

سر عرش پہنچے نبی سوتے سوتے — نصیبا ترا جاگ اٹھا آج کی شب

کھلے معنے قاب قوسین حق سے — ملے خاتم الانبیا آج کی شب

ترانے درودوں کے گاتی ہیں حوریں — کہ جنت میں ہے رتجگا آج کی شب

جو مانگو گے وہ پاؤ گے حق سے اکبر — کہ ہے باب رحمت کھلا آج کی شب

ردیف پ

نہ اترائیں زمین پر اس قدر آپ — ابھی ہو جائیں گے زیر و زبر آپ

کریں گردون کے کرنے کا نہ ڈر آپ — سے ہے میری آہ معدوم الاثر آپ

پریشان ہو وہاں تم اور یہاں ہم — تڑپ سے اپنا ادہر ہم اور ادہر آپ

نہ ہو جائیں ولی تو میرا ذمہ — ذرا دیکھیں تکبر چھوڑ کر آپ

کوئی اس رشک حور سے یہ تو پوچھے — رہے کس کے مکان پر رات بھر آپ

عدو لیتا تھا نقوں کی بلائیں — پڑے سوتے تھے صاحب بے خبر آپ

بتاتے ہیں طریق کوئے جانان — بہک جائیں نہ خضر راہ پر آپ

قطعہ در سیر رام لیلا

کروں کیا عرض سیر رام لیلا — ہیں میرے ہوش مفقود الخبر آپ

ہجوم مشاہدان ناز پرور — تھے بسمل جن پہ لاکھوں دل جگر آپ

جہاں تھے رام لچھمن تیر انداز — وہاں کرتا تھا داؤں دل سپر آپ

وہ سیماچی کو داون کا اُڑانا
وہ کوّے کا لپکنا دوڑ کر آپ

وہ کالی کی زبان آئی نکل خود
وہ بالی کا شباب آیا اُبھر آپ

ذرا یہ سرکشی راون کی دیکھو
تکبر سے کیا گردون پہ سر آپ

کوئی محوِ شراب نازو انداز
کوئی مستِ مئے نخوت اثر آپ

گھری آفاق پر سپہر ظلمتِ شام
عیان تھی جس سے رخصت کی سحر آپ

زمانہ نے وہین کایا پلٹ دی
دکھاتی تھی ہوا رنگِ دگر آپ

اڑی پھولون کے چہرہ پر ہوائی
لگے گرنے چمن کے برگ و بر آپ

یہی جل جل کے لنکا کہہ رہی تھی
جلا کرتے ہین یون آرام گھر آپ

یہ بولی لوٹ کر راون کی گردن
کہ یون جھکتے ہین مغرورون کے سر آپ

کٹا کرتی ہے ناکت اہلِ ریا کی
مٹا کرتے ہین مکارون کے سر آپ

تماشا ہے تماشا گاہِ عالم
نہ ہون غافل تماشا دیکھ کر آپ

یہ سب نقش و نگارِ لوحِ ہستی
ہین فانی صورتِ شام و سحر آپ

ردیف	یہ سب سچ ہے جو اکسکو کہہ رہا ہے کرین مفہوم نقش کا تجسس آپ	تا

یون پوچھا تھا چھیڑ سے وہ رشکِ قمر رات
یہ کون سیہ بخت ہے سوتا ہے جو بھر رات

اے خواب تجھے ڈھونڈتے تھے دیدۂ تر رات
کیا سو گیا تھا تو بھی شبِ غم کی سحر رات

امداد خیالِ رخِ روشن تھی وگرنہ
کیا جانے دکھاتی مجھے کیا رنگ دگر رات

دل پھنس گیا زلفون مین پانہ ہیر تو دیکھو
تھا ہندوؤن کے قبضہ مین اللہ کا گھر رات

کیا فکر گذارا ہے جہان گذران مین
دن گذرا ہے جس رنگ سے جائیگی گذر رات

از طپش پروانہ ات را با سحر خاکستر ست چشم آہو گوش گل فرمان گہر لب شکر ست بے نیازی تا کجا انصاف روزِ محشر ست	یا رقیبان بادہ نوشی اے شمع محفل سوز دل وصف خوبی ہائے تو چند انکہ خوبی ہائے تو از تماز کشتگان خویش غافل گشتہ

ث	یاد کن این کشتگان خویش را غافل مباش فاتحہ برخوان بیا این جا مزار اکبر ست	ردیف

ہیں جسن حسین و نورِ حسن جگ کے سائیں داتا وارث
وہ من موہن پیارے میٹھن جگ کے سائیں داتا وارث

عاشق ہیں پیا ہر مشرب والے ہیں تو سجنے ہر مذہب والے
ہر قوم میں ہے تیری سمرن جگ کے سائیں داتا وارث

محبوب الٰہی کے پیارے زہرہؓ کی آنکھوں کے تارے
فرزند نبی دلبندِ حسن جگ کے سائیں داتا وارث

جیتوں کا تیری دیوانہ ہوں تو شمع ہے میں پروانہ ہوں
اب آن لگی ہے تجھ سے لگن جگ کے سائیں داتا وارث

ارمان بھی حسرت سے بھی راحت ہے یہی جنت ہے یہی
قدموں میں تیرے ہو مدفن جگ کے سائیں داتا وارث

وہ بولنا جلدی بھاتا ہے جب یاد کبھی آجاتا ہے
ہوتی ہے دل میں اور جلن جگ کے سائیں داتا وارث

وہ دن وہ راتیں یاد کریں ہم کیا کیا باتیں یاد کریں
اب کہاں وہ لطفِ شعر و سخن جگ کے سائیں داتا وارث۔

یہ دل میں اب تو سوچا ہے بس اب تو اتنی تمنا ہے
قربان ہو تم پر جان و تن جگ کے سائیں داتا وارث
کہتک ڈر ڈر بھٹ بھٹ کو سہیں تجھ سے نہ کہیں تو کس سے کہیں
اب آن لیے ہیں تیرے چرن جگ کے سائیں داتا وارث

ردیف

اکبر کے گریہ کی حد ہوا اب چشم کرم یا مرشد ہو
انکھین میں نبی بہادوں ساون جگ کے سائیں داتا وارث

ج

الہی کون یاں مہمان ہے آج
کہ جبریل امین دربان ہے آج

ہے کس شاہ جہان کی آمد آمد
نئی صورت نیا سامان ہے آج

ہے جشن آمد سلطان خوبان
جہان بزم عظیم الشان ہے آج

گرے ہیں سجدہ معبود میں بت
کمر ٹوٹی ہوئی شیطان کی آج

وہ آیا منتظر تھے جسکے کل سے
نکالو جسقدر ارمان ہے آج

رہے پیش نظر نور محمد
یہی حسرت یہی ارمان ہے آج

پڑھو صل علی کیوں کر نہ اکبر
محمد کی نرالی شان ہے آج

بنی ہر شے مہ وہاج ہے آج
محمد کی شب معراج ہے آج

وہاں جاتے ہو آنا بخشوا کر
تمہارے ہاتھ میری لاج ہے آج

بھلا امت کی بخشش کیوں نہ ہوگی
شفاعت کا ترے سر تاج ہے آج

اسے بھی مانگتے جانا کہ یہ دل
نظر کے تیر کا آماج ہے آج

جو جی چاہے لکھو اکبر تمہارا
سخن کی سلطنت میں راج ہے آج

ردیف

ح

دختر رز کو تری آنکھ سے نکست واعظ
کیا مزا اس کا ہے کہتا ہوں مجھے کیا گستاخ

میں تو اس حفظ مراتب کا نہ تھا گستاخ ہوں
کس سے خط مجھے القاب میں لکھا گستاخ

کسقدر شوخ ہے آتا ہی نہیں قابو میں
ہوتا جاتا ہے مرا طفل تمنا گستاخ

کچھ یہ تہذیب ہے ہر بات پہ کہتے ہو مجھے
ہو گیا کلیہ کلام آپ کا گویا گستاخ

بیٹھ کر حلقہ اغیار میں کہتے ہیں مجھے
عہد یہ آیا مری محفل سے نکل جا گستاخ

مرے اشکوں سے بھی چھٹتا نہیں دامن ترے
ہو گیا خون شہادت کا بھی دھبا گستاخ

ان اداؤں نے ترے دل کو کیا ہے بد مست
ہستی ہیہات ہے بات شوخ ہے سر تا گستاخ

اک نظر میں تری ہو جاتے ہیں صوفی مدہوش
اک ادا میں تری بنجاتے ہیں ملا گستاخ

اے صنم مجھکو دلاتا ہے یہ ترغیب سجود
کیسے کہدوں ہے ترا نقش کف پا گستاخ

اکبر شوخ طبیعت کی تراؤ توقیر
سب محفل یہی کہدو کہ ادھر آ گستاخ

ردیف دال

مرے وقت شب ہو تم سوا علاؤ الدین علی احمد
ہے کیا کیا کہی ہے یا علاؤ الدین علی احمد

ترے قدموں میں ہو گنگا علاؤ الدین علی احمد
مگر دشوار ہے جینا علاؤ الدین علی احمد

کرا تی ہے وضو جو تیرے مہمان چشتی ہیں
بہشتی ہو گئی گنگا علاؤ الدین علی احمد

پہاڑوں سے چلی ہر دوار آئی آ کے کلیر میں
تری چوکھٹ کو آ چوما علاؤ الدین علی احمد

نہ کیوں واصل ذات خدا عجب آ ڈ لا ہیرا
فرید الدین بابا کا علاؤ الدین علی احمد

مضامین کتاب معرفت کا ایک دفتر ہے
ترے گولر کا ہر پتا علاؤ الدین علی احمد

ادھر سے روز شوق دید میں سورج نکلتا ہی
جدھر ہے تیرا دروازہ علاؤ الدین علی احمد

علاوہ ان مدارج کے جو پاسے حاصل ہیں
مقدس نام ہیں کیا کیا علاؤ الدین علی احمد

نگاہِ لطف ہو عبدالرحیم پاک باطن پر
ترے در کا ہے سجادا علاؤالدین علی احمد

مزارِ پاک میں مہمان نوازی کا شرف حاصل
ہوا جب ہو گیا تیرا علاؤالدین علی احمد

رہے جاری قیامت تک کبھی نم اپنے لنگر سے
ادھر بھی پھینکیدو ٹکڑا علاؤالدین علی احمد

ہیں سونے کے کلس بادل میں نورانی فرشتوں کو
منور ہے ترا قبہ علاؤالدین علی احمد

خدا کا قول ہے میں صابروں کے ساتھ رہتا ہوں
مبارک صبر کا ثمرا علاؤالدین علی احمد

مرے والی مرے وارث مرے مخدوم صابر ہیں
مرے کعبہ مرے قبلہ علاؤالدین علی احمد

ردیف	نظر میں سالکوں کی صورت مرشد دکھاتے ہو یہ اکبر کیوں نہ لے حصہ علاؤالدین علی احمد	ذال

ہو گیا تھا جرمِ اعمال سے کالا کاغذ
کر دیا آپ شفاعت نے مصفا کاغذ

رفعتِ نعتِ محمد نے یہ عظمت بخشی
تخت ہے عرش علا اسکا ہے تختا کاغذ

نعت کو چاہئے دلچسپ مصفا خوش رنگ
نہو میلا نہو خستہ نہو روکھا کاغذ

لکھتے تھے پوست وغیرہ پہ نصوصِ قرآن
اب ترے فیض سے ہے پہلے کہاں تھا کاغذ

نام محبوبِ خدا ہیں خطِ گلزار میں نقش
بلبلو پھول کی پتی کو سمجھنا کاغذ

آگیا جوش پہ دریائے شفاعت دیکھو
رہ گیا ڈھل کے عملنامہ کا کورا کاغذ

ردیف	اسکیو اللہ سے امت کی شفاعت کے لئے مہر میں فاطمہ زہرہ نے لکھایا کاغذ	رائے

اس نے مہندی لگائی ہے پوروں پر
خون بسمل ہے آج زوروں پر

ہوں وہ مسکین کہ جان دیتا ہوں
ساقیا تیرے آبخوروں پر

دیکھ کر بال بال میں موتی
ہو گئی ہے مار مار [illegible] پر

غیر ادہر کی آدہر لگاتے ہین — تم بھی عاشق ہو کس چھچھورون پر
توبھی زلفون کو کھول کر آجا — آج کالی گھٹا ہے زورون پر
چاند سا منہہ چھپا لیا تم نے — قہر کیون ڈہا دیا چکورون پر
ان کے رخ پر نثار ہین زلفین — کالے عاشق ہوے ہین گورون پر
روح کو کھینچ کر نہ لے جاے — ناتوانی ہے آج زورون پر
موتیا پر کلی ہے جوہی کی — یا فرنگن سوار گورون پر
جاٹ کر چھوڑ دو کہ رہتی ہے — تنگدستی سدا چھٹورون پر

خون اکبر ہوا ہے اے قاتل
تیری آنکھون کے لال ڈورون پر

دل کا تازہ سنگہار زورون پر — رات کی باسی مہندی پورون پر
شعلۂ طور کو نچاتی ہے — رات کی باسی مہندی پورون پر
میرے خون مین ملا کے مل لیجے — رات کی باسی مہندی پورون پر
لگی رہنے دو پیار کرتی ہے — رات کی باسی مہندی پورون پر
تمسے رنگین کو ہے کب نہ پیا — رات کی باسی مہندی پورون پر
خون عاشق سے خوب رچتی ہے — رات کی باسی مہندی پورون پر
اور مہندی ہتھین لگتی ہین یہ کیا — رات کی باسی مہندی پورون پر
مسی دندان مین آنکھہ مین سرمہ — رات کی باسی مہندی پورون پر
رنگ لائیگا سنگہار ان کا — افشان ہاتھون پہ مہندی پورون پر
کیون نہ اکبر کہے صنم ہیہات — رات کی باسی مہندی پورون پر

جان و دل سونپ دئے عشق و محبت لیکر
صبر و آرام دئے رنج و مصیبت لیکر

دل سنبھالے ہوئے آتے ہیں تو اس کوچے مین
ہم تو جب جائینگے جاؤ گے سلامت لیکر

جب وہ جاتے ہین تو لیجاتے ہین دل ساتھ اپنے
اور آتے ہین تو آتے ہین قیامت لیکر

حضرت اشک تو نہلا تینگے لاشہ میرا
میرے ارمان چلین گے مری حسرت لیکر

اس کرشمہ کا ہو مشتاق کہ کس انداز سے وہ
قتل کرتے ہین مجھے مجھ سے اجازت لیکر

گر نہ گلزار مدینہ کا ہو گلگشت نصیب
لطف کیا آئیگا زاہد تری جنت لیکر

بازیٔ چرخ نے پردے سے نکالی جو شکل
اے نہین تو نے مٹا دی وہی صورت لیکر

اکبر خستہ نے بازار تعلق مین دیا
نقد آرام کو سودائے محبت لے کر

عرش قربان ہے ترے اعزاز پر
معجزے صدقہ ترے اعجاز پر

افتخار حسن تیرے حسن سے
ناز کو سو ناز تیرے ناز پر

گرمیٔ پرواز پروانہ کو دیکھ
لوٹتا ہے شعلہ اس پرواز پر

خوب ہین آپس مین کیا سر گرم عشق
ناز برداری پہ ہم تم ناز پر

اے کبوتر خط کو لے اڑ اس طرح
باز قربان ہو تری پرواز پر

ناز گل آواز بلبل سب فدا
ناز پر تیرے تری آواز پر

ساز ہے دمساز تیرے سوز کا
سوز ہے دمساز تیرے ساز پر

اسکے گھر ہر روز ہو آنا اسے
بدگمانی ہے مجھے ہمراز پر

جان چلی اے مایۂ ناز و نعم
جلوہ فرما ہو سر بیناز پر

سرکشی کرتا ہے شعلہ المدد
شافع محشر ترے جانباز پر

مژدہ دیدے قاصد سُنا — کان ہین مدت سے اس آواز پر
طائرِ سدرہ نشین کے تیرے ساتھ — تھرتھراتے ہین دم پرواز پر

پھر درود اے اکبر شیدا مدام
دو جہان کے سرورِ ممتاز پر

وہ پڑھون مطلع کہ جس کی سوز سے — پھونکدے ہر طوطی اہواز پر
تم باذنی ہو لب اعجاز پر — کان ہین مدت سے اس آواز پر
شام غم ہے اے مؤذن بول اٹھ — کان ہین مدت سے اس آواز پر
غم غلط ہو کچھ تو اے مطرب سُنا — کان ہین مدت سے اس آواز پر
جان بلب ہون کوس رحلت کے صدا — کان ہین مدت سے اس آواز پر
اک لب شیرین سے دشنام اور بھی — کان ہین مدت سے اس آواز پر
بیٹھے بیٹھے ہو گیا سُن کچھ تو بول — کان ہین مدت سے اس آواز پر
اکبر جانباز اے سرمستِ ناز — یون تو ہے قربان ہر انداز پر
تو کہے اللہ اکبر وہ ہو ذبح — کان ہین مدت سے اس آواز پر

پھر پڑھون مطلع کہ جسکے رشک سے
نوحہ ڈالے بلبلِ شیراز پر

ہر پری سکے ہین تیرے انداز پر — مشقِ عشوہ دل خراب ناز پر
شمع بھی اس غم سے پروانہ بھی — جل بجھی پروانہ کے پرواز پر
بجھ گرا اور جو تیرے مر کر اٹھا — ہم تو دم دیتے ہین اس اعجاز پر
دل اڑانے کیا نے تو نے پری — بال کھولے بایتے پرواز پر

لے اوڑی طاؤس رقصان کیطرح
زلفِ مشکین روئے گلگون اوجِ حسن
دور پھینکے نوچ ڈالے کاٹ دے
اک نہیں ہے سب سوالونکا جواب
سرد ہونیکو چھڑکتا ہے وہ شوخ
نوش لب سے شورِ محشر کے لئے
لیکے چھریاں مجھ چڑھا آتا ہے آج

ق

کیا لگا لائی تری پشواز پر
دیکھیں گر اُس بُتِ طناز پر
نافۂ آہو بان تکبکل باز پر
طول مقصد حسنہ تھا اس ایجاد پر
آبِ پیکان کشتۂ انداز پر
شہد چھڑکا ہے شہیدِ ناز پر
نازِ غمزے پر تو غمزہ ناز پر

اکیو آشفتہ کر بیٹھا ناز
جان تیرے غمزے پہ دل انداز پر

مرغِ دل دارد دگر دولت باز پر
در سرِ پرواز عنقا گشتہ ایم
چون بادِ رنگ سلیمان می پری
طائرِ فکرم باوجِ حق پرد
صیدِ دل افتاد بر پیکانِ تیر
در قفس قانع نشین و شاد باش
چون شمعِ بزمِ دنیا سوختی
ریسمانش بازکن بر صیدِ دل
بار دِ باز تعلق در شکن
اے پری با من سلیمانی مکن

میزند گنجشک با چون باز پر
پیش ما افگندہ شہباز پر
باز گیرا سے فکرِ از پرواز پر
مے زند دنبالِ عنقا باز پر
صورتِ پروانہ زد بیگانہ پر
ہیچ مکشا در ہوائے آز پر
سوختی اے طائرِ شیانہ پر
تیر را بکشا سے تیر انداز پر
در ہوائے بیخودی آواز پر
کم بیا بالائے سرِ ناز پر

آقا ہے جن مولا ہے بشر سلطان الہند غریب نواز

اک جو تیرا سوالی ہے تو اسکا دینے والا ہے
اب وہ جیسے کیا پھر وے ساتھ سلطان الہند غریب نواز

اے مہر حقیقت کے منظر سلطان الہند غریب نواز
ذرے ہیں تیرے شمس و قمر سلطان الہند غریب نواز

فرمان بردار ہیں سب تیرے ہیں دل پہ نقش لقب تیرے
آقا مولا خواجہ سرور سلطان الہند غریب نواز

کفار کا کفر گھٹانے کو اسلام کی شان بڑھانے کو
آئے گمراہوں کے رہبر سلطان الہند غریب نواز

میں بھی مقصد اپنا پاؤں روضہ پہ چڑھانے کو آؤں
شیری سنہرا گل چادر سلطان الہند غریب نواز

غم کے ہاتھوں دنیا ہے تنگ دیں اب لب پر آئی جان حزیں
جز تیرے کہوں کس سے جاکر سلطان الہند غریب نواز

ملجائے کچھ تو خدا کے لئے پھیلاتے ہاتھ دعا کے لئے
آیا ہوں در پہ گدا بنکر سلطان الہند غریب نواز

ردیف	مقبول ہوں بندہ پرور کو مضمون پھول نچھاور کو لایا ہے میرے سے اکبر سلطان الہند غریب نواز	سین

بیٹھے ہیں غیر و رشتاق سے آس پاس
دیکھو یہ اس کی شان کریمی کہ بے طلب

دو دو تیرے دیکھ بہانے یہاں ... کے آس پاس
پھرتا ہے ... سائل کے آس پاس

جس نور کی تلاش کہ دیر و حرم میں تھی
آنکھوں نے کیوں نہ ڈھونڈ لیا دل کے آس پاس

پاس ادب نے دید کی بھی آس توڑ دی
ہوں پاسبان تمہاری محفل کے آس پاس

چھٹتا نہیں ہے جوش محبت سے میرا خون
لپٹا ہوا ہے دامن قاتل کے آس پاس

اس قند لب نے غنچوں کی پوچھی نہ بات بھی
کملا گئے چمن میں وہ کھل کھل کے آس پاس

محشر میں اس شہید کی دیگا شہادتیں
خون جم رہا ہے خنجر قاتل کے آس پاس

کیا رنگ رنگ کے دل نالاں ہیں باغ میں
گلشن بنا دیا ہے عنادل کے آس پاس

اللہ رے فرط شوق شہادت کہ آج دل
کرتا ہے رقص خنجر قاتل کے آس پاس

کیا بزم دل میں حسرت و ارمان و یاس و غم
بیٹھے ہیں شادمان کئی دل کے آس پاس

لیلیٰ اسے نہ آئے نظر کیا
پھرتا ہے قیس پردہ محمل کے آس پاس

اللہ رے عتاب کہ ہے چار سو نظر
۱۰ اکبر چھپا ہو کہیں محفل کے آس پاس

ردیف شین

دوستوں کو ہولی ہے دشمن کے دشمن کی تلاش
پاک دامن کو ہے رہتی پاک دامن کی تلاش

حشر میں ہونے لگی جب دوست دشمن کی تلاش
تھی نے چھپنے کے لیے کس شہ کے دامن کی تلاش

اب اجازت دفن کی ہو جائے تو جنت سے ملے
یار کے کوچے میں ہم نے جا کے مدفن کی تلاش

سب تماشے آپ اپنے دیکھ لو اور چھوڑ دو
کوئی نقش بن کی گلشن کی تلاش

دیکھ لو تم اپنی آنکھین چاٹ لو اپنی زبان
کیون ہے نرگس کی تمنا کیون ہے سوسن کی تلاش

ہے سر کو تیرے دل کو میری آنکھون کو ہے
تیرے در کی تیرے گھر کی تیرے آنگن کی تلاش

مسجدون مین شیخ ہو کر کیا تجھکو طلب
بتکدون مین تیری بن بن کر برہمن کی تلاش

ردیف

ملنے والا مل ہی جائیگا کبھی اکبر کرو
جان کو تسکین دل مین جستجو تن کی تلاش

صاد

نہ کرنا کوئی ایسا کام ناقص
خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا
بھلو نے مل اگر چاہے بھلائی
نہ ایسا کام کرنا جس سے ہو جائے

کہ ہو جاؤ کہیں بدنام ناقص
ہے اور راحت طلب آرام ناقص
بری صحبت کا ہی انجام ناقص
نکما ناخلف ناکام ناقص

ردیف

لکھوا کے جو مصحف آب زر سے
ہے ناقص کا کلام انجام ناقص

ضاد

ہمکو زاہد دین سے مطلب نہ دنیا سے غرض
کنج عزلت مین خدا سے طالب امداد ہون
اے خدا یہ التجا ہے کام غیرون سے نہ ڈال
جاگتے سوتے نہاتے دہوتے اٹھتے بیٹھتے
پھر کسی شے کی تمنا ہی نہ ہو دیدے وہ جام

طالب ایسا ہوا ہون مین کہ نہ اپنے سو کا غرض
کام کچھ اعلیٰ سے نکلیگا نہ ادنیٰ سے غرض
تیرے بندونکو ہے تیری ذات والا سے غرض
الغرض ہر کام مین ہو حق تعالیٰ سے غرض
ایک [illegible] مین ساقی [illegible] غرض

ردیف	آتے ہو تو جاؤ اس دنیا کے منہ پر تھوک کر بوالہوس رکھتے ہیں اکبر ایسی تمنا کی غرض	طا

ہونا نہیں ہے آہ غم دلربا غلط
یارب ہوا ہے کیوں اثر دعا غلط

پہنچے ہیں مست مولوی کہتے ہی رہ گئے
یہ مسئلہ صحیح ہے یہ مسئلہ غلط

کھینچا جو تجھنے نقش سراسر ہوا صحیح
لکھا جو ہمنے حرف وہی ہو گیا غلط

جھگڑوں کو چھوڑ مصلحت کل کا لے طریق
یہ راستہ درست ہے وہ راستہ غلط

ردیف	اکبر خموش بیٹھ تماشائے خلق دیکھ یاں بولنا خطا ہے زبان کھولنا غلط	ظا

ہم چلے تو کہا خدا حافظ
ایسے گمراہ کا خدا حافظ

آئے گا ہم کو ہر قدم پہ یاد
یہ جو تجھنے کہا خدا حافظ

دور منزل ہے راستہ دشوار
اے مسافر ترا خدا حافظ

نزع میں گور میں جزا کے دن
ہر گنہگار کا خدا حافظ

کون دیکھیگا کون دیگا ساتھ
میں تو تنہا چلا خدا حافظ

ردیف	عمر گذری شراب خانہ میں اب ہے اکبر ترا خدا حافظ	عین

تیرے رخ کے سامنے گر آئے شمع
تیری پروانہ سبب جلجائے شمع

ہوں وہ پروانہ نہیں پروائے شمع
خود ہی مدفن پر جلوں گا جائے شمع

جل بجھوں اے یار تیری بزم میں
میری چربی سے اگر بنجائے شمع

دو نو عالم میں ہو میری روشنی
گر نہ پالوں صورت زنبیل سے شمع

صورت فانوس روشن ہے مزار — سوز غم سے ہوں میں سراپا ے شمع
اس سے سیکھو عاشقی جلنے کے بعد — گر پڑا پروانہ زیر پاے شمع

ردیف — کیا عجب اکبر ہے یہ وحدت نما / فاتحہ میں تیری قل پڑھواتے شمع — غ

ہیں سرنگوں جو غصہ رخ پریشان تیغ — ہوتا ہے ابروؤں پہ تمہاری گمان تیغ
وہ قدرداں ہے میری تو ہیں قدرداں تیغ — مقتل میں ہے جو دم سے تری عزوشان تیغ
تم اس شہید ناز کی تعظیم دیکھ لو — خم ہو گیا ادب سے سر قہرمان تیغ
پہلے ہی قتل سے سر مقتل سلا دیا — قاتل سنا سنا کے مجھے داستان تیغ
کیوں دم بدم ملے نہ گلے کشتۂ ادا — تیغ اس پہ مہربان ہے یہ مہربان تیغ
یارو فروتنی کو نہ چھوڑو کہ دہر میں — نیچا ہی دیکھتا ہے تکبر بیان تیغ
تولے ہیں ابروؤں کو جو چشمان نرگسین — بہا میں یہ کیسے ہوئیں حاملان تیغ
ہیں جان سے عزیز شہادت کیواسطے — دل میں نشان تیر گلو میں نشان تیغ
سودا کیا ہے ہر سر شوریدہ حال کا — کھولی ہے ابروؤں نے تمہاری دکان تیغ
اے تشنہ کام شوق شہادت وہ چاہیے — اب کس طرح پئے گا تو آب روان تیغ

اکبر وہ پڑھ غزل سر بزم مشاعرہ
ہر حرف پر ہو جس کے عدو کو گمان تیغ

وہ ناز میں ہیں کون کرے امتحان تیغ — ان کی بلا اٹھاے یہ بار گران تیغ
کرتی ہے رنگ رنگ کے خون نذران تیغ — میری رگ گلو ہے فقط قدردان تیغ
گلہاے زخم دل پہ یہ کہتی ہیں بلبلیں — یہ بوستان تیر ہے یا گلستان تیغ

اس تشنہ کام قتل کو دے آبِ خون پی
دیتی ہے دمبدم مجھے دم کیون زبانِ تیغ

قاتل نے سب کے جسم کو چھلنی بنا دیا
لاکھون ہین زخم تیر ہزارون نشانِ تیغ

جس شاہ ذوالفقار کی ہے شانِ لافتے
زیبا ہے اُسکو حلقۂ گردون فسانِ تیغ

آنکھیں بھری ہوئین شہادت پہ دیکھیے
یہ شاہد شہید ہون یا شاہدانِ تیغ

ظالم تو سر نہ چڑھ کہ بُری ہے یہ سرکشی
اس سرکشی سے دیکھ جھکی ہے میانِ تیغ

کھنچ کھنچ کے وہ چلا کبھی مجھ سے برنگِ تیر
جھک جھک کے وہ ملا کبھی مجھ سے بسانِ تیغ

گردون پہ میری اب ہے مرے دم پہ ہے مری
احسانِ تیغ منتِ تیغ امتنانِ تیغ

یاد آئے ابروانِ صنم پلصراط پر
یارب پھسل نہ جائین کہین عاشقانِ تیغ

یہ کس خرام ناز نے قم قم کی دی صدا
اٹھ اٹھ کے جس سے بیٹھ گئے کشتگانِ تیغ

میدان مین حاسدون کی قلم گردنین ہوئین
ایسی کبھی زبانِ قلم ہے زبانِ تیغ

ردیف ف

ہے وہ ایک جلوہ ادھر اُدھر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف
کبھی عرش پر کبھی فرش پہ کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

کہین ذاتِ حق کہین مصطفےٰ کبھی اس طرح کبھی اُس طرح
ہے کہین بشیر کہین بشر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

کہین ایسا کوئی مکان نہین کہ حباب وہ جہان حباب نہین
ہین سب اُسی کے تو نازشین جو کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

کیا کرون اسی ذوق مین جلا قیس آتشِ شوق مین
تو ہے شہیدون کے آرزے شرر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

کہین مل خدا کے لئے صنم کبھی دیر پہنچا کبھی حرم
مین خراب پھرتا ہون دربدر کبھی اس طرف کبھی اسطرف

یہی خبر ہے کہین نشہ ہو کوئی بے گناہ ادُھر نہو
وہ چلے ہین کرتے ہوئے نظر کبھی اسطرف کبھی اسطرف

تری مہر سے کسی کام کا نہ جگر رہا ہے نہ دل رہا
گئی برچھی بن کے نظر اتر کبھی اسطرف کبھی اُسطرف

ترے دور دورے ہون ساقیا وہ پلا شراب دو آتشہ
گرین مست مستو پہ جھوم کر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

ردیف	ترے رنگ حسن کو دیکھنا یہ پھرا ہے آکلو مبتلا کبھی دشت مین کبھی کوہ پر کبھی اسطرف کبھی اُسطرف	قاف

اس کی نگاہِ مست سے پیکر شراب عشق
ہین ہوش کا سبب مری بیہوشیان مجھے
اُس کو تعینات دو عالم سے کیا غرض
روشن ہین کائنات مین اُس کی تجلیان
وہ پردہ گر گئے ہین یہ حسن مین کمال تھا
ساقی دکان کی خیر ہو دونا ثواب لے

مجھکو خطاب پاک ملا ہے خراب عشق
عین ثواب ہے مرے حق مین عذاب عشق
جس کو پلا ئین بھر کے پیالہ حباب عشق
دل کی جگہ لئے ہوئے ہون مین آفتاب عشق
کمیاب کائنات ہین مین کامیاب عشق
دیدے کباب شوق پلادے شراب عشق

ردیف	جو بارہ برسون مین خشک طبیعت ہین مولوی آکلو انہین ضرور پڑھادو کتاب عشق	کاف

فخر دین عجز زمان مخدوم پاک	رہنمائے سالکان	مخدوم پاک

سجدہ ساز ہیں تیرے جن و ملک
عرش تیرا آشیان مخدوم پاک

خلق میں زہد آپکا مشہور ہے
سرگروہ زاہدان مخدوم پاک

جب سے تم شاہ ولایت ہو یہان
ہے جہت امن و امان مخدوم پاک

ابر نیسان کی طرح فیض آپ کا
سب پہ ہے گوہر فشان مخدوم پاک

چشم بینا ہے تو دیکھو سب کہ ہین
چشمۂ فیض روان مخدوم پاک

آپ کے ارشاد کی تعمیل ہے
ورنہ کیا میری زبان مخدوم پاک

دل کی امیدین بر آئین سب مری
تم اگر ہو مہربان مخدوم پاک

ذرۂ کمتر سے وصف آفتاب
مین کہان اور تم کہان مخدوم پاک

کیجئے اکبر پہ عنایت کی نظر
ہے تمہارا مدح خوان مخدوم پاک

ردیف ل

ہمارا دل ہے مسکن اس بت بے پیر قابل
مصفا آئینہ ہو نقش نما تصویر کے قابل

ہے میرے قتل کو نوک مژہ ترچھی نظر کافی
جگر ہے تیر کے لائق یہ دل شمشیر کے قابل

جو دل زلفون مین اس کی جا پھنسا تو غل ہوا ہر سو
یہ دیوانہ یہ وحشی تھا اسی زنجیر کے قابل

گذرتی ہے یہان جو کچھ زبانی جا کے کہہ دینا
ہمارا حال اے قاصد نہین تحریر کے قابل

...اس سبب تھا کہ تم اپنی گلی مین دفن کر دیتے
مرا لاشہ کہان تھا اسقدر تشہیر کے قابل

فرشتون کے لکھے کو اپنے ہاتھون سے مٹا دیتا
نہین ہے کیا کرون تقدیر ہی تدبیر کے قابل

بٹھائین پاس اپنے اونچے اونچے نام والون کو
کہان ہین دوستو محفل مین ہم توقیر کے قابل

پڑھو اللہ اکبر اور پھیرو حلق پہ چھریان
شہید خنجر حسرت ہے اس تکبیر کے قابل

من از جام شراب عاشقی مستانہ میگردم
غلام بارگاہ ساقی مےخانہ میگردم

مپرس اے مدعی از من طریق مذہب و ملت
بوصل یار از چون و چرا بیگانہ میگردم

مرا از آتش دوزخ نباشد باک اے واعظ
کہ بر شمع جمال مصطفےٰ پروانہ میگردم

امام ما شہید کربلا فرمود کاے نادان
بہ تسلیم و رضا با ہمت مردانہ میگردم

مکن در کوچہ و بازار تشہیر من اے غافل
کہ ہر ساعت شہید خنجر جانانہ میگردم

بہ بینم تا چہ اکبر را بجام عشق نوشانند
بہر لحظہ ز ساقی طالب پیمانہ میگردم

ردیف نون

راز دل کس کو سناؤں رازداں ملتا نہیں
جان جاتی ہے غضب ہے جان جاں ملتا نہیں

جس مکاں کا تو مکیں ہے وہ مکاں ملتا نہیں
جستجو میں گم ہوئے ایسے نشاں ملتا نہیں

روح راہی ہو گئی ہے چھوڑ کر جسم گلی
خاک اڑتی ہے نشاں کارواں ملتا نہیں

داد محشر قیامت ہے مری فریاد ہے
لے گیا دل چھین کر اک دلستاں ملتا نہیں

تجھ سے ملنے کا نیا پھر کونسا دن آئیگا
عید کو بھی مجھ سے گر اے مہرباں ملتا نہیں

اس بت نامہرباں سے پھر ملاؤ ایک بار
یاالٰہی کوئی ایسا مہرباں ملتا نہیں

ملتا جلتا رہتا ہے وہ عام سے اور مجھ سے خاص
یاں میں یاں ملتی نہیں جبتک کہاں ملتا نہیں

پھل ہیں بوٹے ہیں پھل ہیں پتو ہیں پھول ہیں
ہر چمن میں آپ کا مظہر ہے کہاں ملتا نہیں

سانس کے چابک کی زد سے دم میں پہنچا یا عدم
تجھ سا سریع توسن عمر رواں ملتا نہیں

جیسی چاہے کوششیں کر واعظ باطن خراب
تیرے رہنے کو تو جنت میں مکاں ملتا نہیں

عاشقوں سے تا کجا پردہ نشینی اے صنم
روز محشر تو ملیگا گر یہاں ملتا نہیں

ہم نہیں گلشن میں شبنم گلبدن گل پیرہن
غسل کر لیں گل کے گر آب رواں ملتا نہیں

کس سے پوچھوں شہر خاموشاں میں سب خاموش ہیں | خاک تک بھی ہے سراغ رفتگان ملتا نہیں

کیا بناتیں کیا سناتیں کیا پڑھیں اکبرؔ غزل
کوئی دنیا میں سخن کا قدردان ملتا نہیں

ہے وحدت کا تماشا ہستی اشیا کی صورت میں
اُڑایا کوئی رنگین ادا گلزار کثرت میں

تری تصویر کے ہیں ہو کھنچے ایوان تربت میں
سکوت کو ملا زینت محل صحرائے غربت میں

الٰہی پھر آئے ہیں وہ تن کر قیامت میں
غضب ہیں ناز میں آفت ادا میں قہر قامت میں

اُٹھی آتی ہے مخلوق خدا شوق زیارت میں
یہ کس معشوق کی رویت ہے بازار قیامت میں

یہ وحشت ہے چھپے رو نہائیں دشت غربت میں
دبا دو حسرت و ارمان کو میرے ساتھ تربت میں

ہے وہ جوشش تجلی چشمہ خورشید وحدت میں
چمک اٹھا ہے جس کے عکس سے ہر ذرہ کثرت میں

ادا باتوں میں ہنسے لب سلونا رنگ شوخ آنکھیں
ہوا ہے مجموعۂ خوبی ہے یکتا حسن و صورت میں

الٰہی حیدر تک ہی ہے شمشیر ادا ان کی
شہیدوں کی تسکین بھی نہ بس جاتے قیامت میں

ہزاروں مرتے ہیں عاشق کسی کے حسنِ صورت پر
جلا دیدی یہ کس کے نور نے مٹی کی مورت میں

کہیں عشوہ کہیں غمزہ کہیں نخوت کہیں شوخی
ہزاروں حشر برپا کر دے اٹھ کر قیامت میں

جو ناخوش ہو تو ذوقِ بوس و وصلت پھیر دیتے ہیں
جو ہو سینہ بسینہ لب بہ لب پھر کنجِ خلوت میں

یہ اک انداز تھا کچھ جور و جفائیں اور باقی ہیں
ابھی سے جا چھپے کیوں دم چرا کر کنجِ تربت میں

سجاوٹ کو سجا دیجے جما دیجے لگا دیجے
یہ سر محرابِ در میں آنکھیں الماری میں دل چھت میں

کہا آتا ہوں تم کو پھر اگر شوقِ شہادت ہے
تو اٹھ بیٹھو مرے کشتو تم اپنی اپنی تربت میں

ہزاروں گل ہوتے صورت دکھا کر اس کو گلِ دیگل
رہا نازاں آئینہ بھی سکوت ان صدموں سے حیرت میں

مٹایا عاشقوں کو کیوں تا عشوؤں کی ادا بن کر
نہ پھرنا تھا تجھے پھر جا صفِ بازارِ کثرت میں

کبھی تو فاتحہ کو جانبِ گورِ غریباں آ
کہ ہے کنجِ شہیدانِ حسرتوں کا کنجِ تربت میں

جو آہِ گرم کھینچی اُن کے گھر بولے یہ جھنجلا کر

جانب ملک عدم ہے سب کا رستہ ایک دن

ایک بچہ جس کی ماں کا ہو گیا تھا انتقال
اور کہا رو کر کہ ماں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں
چھوڑ کر مجکو خدا جانے کہاں رخصت ہوئی
تجھے ملجائے تو کہنا مجکو بھی لیجائے ساتھ
کس لیے بیٹھی ہے وہ کیسے گھر میں کیسے لوگ ہیں
پیار کرتی منہ دھلاتی کپڑے پہناتی تھی روز
کون چمکارے مجھے اب کون لے آغوش میں
اپنے سینے سے کبھی اکدم نہ کرتی تھی جدا
اب نہیں کرنے کا ضد اب کچھ نہ مانگونگا کبھی
اب نہیں رونے کا رونے سے خفا ہے تو اگر
مجکو بے میرے وہاں کٹتے ہیں کیسے روز و شب

میرے پاس آیا کہیں سے روتا روتا ایکدن
کھانا تک کھایا نہیں یوں صاف گزرا ایکدن
ہے بہت مشکل مجھے بے ماں کے جینا ایکدن
یا چلی آ سے وطن سے رہ کے روتا ایکدن
تو نے تو جا کر وہاں خط بھی نہ بھیجا ایکدن
یوں بچھڑ کر تجھ سے میں رہتا نہیں تھا ایکدن
خواب میں بھی تو نے حال آ کر نہ پوچھا ایکدن
اب بتا تنہا کیسی ہیں کیسے چھوڑا ایکدن
سخت حالی پر مری آ رحم فرما ایک دن
اچھی اماں گود میں لے لے مجھے آ ایکدن
تجکو بے میرے یہاں ہے سو برس کا ایکدن

اے خدا اس یتیم بے نوا پر فضل کر
یہ دعا کی اور اک تو خوب تڑپا ایکدن

درد کیسا ہے اے خدا دل میں
شکل انسان میں جلوہ گر ہو کر
اک نظر سے تری ہوا ساقی
دو جہان آپ کے مقرر ہیں
یوں تو دیر و حرم میں ڈھونڈا پھرے

کس کا انداز کھب گیا دل میں
آپ نے گھر بنا لیا دل میں
نشہ آنکھوں میں ذائقہ دل میں
یا تو آنکھوں میں آ گیا دل میں
ہاں ملا ہے تو کچھ پتا دل میں

آنکھ نظروں میں ہو گئے پنہاں
دل کا ارمان رہ گیا دل میں

دل جو بے چین ہو گیا اکبر
ہے کوئی شوخ دلربا دل میں

پردہ اٹھا کے تو نے جلوے دکھا دیے ہیں
اللہ رے یہ رحمت اللہ رے شفاعت
صلے علی محمد ہیں بحر رحمت حق
پہ امتی کے سر پر خالق نے رحمتوں کے
کانٹے کی بات یہ ہے میزان ملا ہو کے
محبوب کے نواسے یوں ہوں شہید پیاسے
امت کے خضر آؤ رستہ کوئی بتاؤ
اے پردہ پوش عصیاں ہوں کیوں نہ نازاں
جو عاشق نبی ہیں تربت پہ ان کی روشن
تکلیف کیجیے تو تشریف لائیے تو
عیبوں کو جو چھپانیوالے رازوں کو رونیوالے

انسان گرا دیے ہیں پتھر جلا دیے ہیں
یا تو گناہ گئے ہیں واں بخشوا دیے ہیں
صحرا میں انکھیوں سے دریا بہا دیے ہیں
سہرے بندھا دیے ہیں دولہا بنا دیے ہیں
امت کی نیکیوں کے پلّے جھکا دیے ہیں
کوثر کے جام لاکھوں جس نے لٹا دیے ہیں
پھرتے ہیں ڈھونڈے بیٹھے پر خوف ہا دیے ہیں
سب نے گنہ کئے ہیں سب نے چھپا دیے ہیں
اللہ کی رحمتوں کے ہر ایک جا دیے ہیں
آنکھوں کے فرش رہ میں سب نے بچھا دیے ہیں
امت کے بخت خفتہ تو نے جگا دیے ہیں

تیری عنایتوں کا اکبر سے شکر کیا
انعام تو نے کیا کیا اسکو خدا دیے ہیں

فیض وہ جسقدر دے جائیں
قدر انداز ناوک افگن ہیں
جو عطا ہو وہ لیکے جا بیٹھے

تم دیے جاؤ ہم لیے جائیں
تا کجا تم دل لیے جائیں
ہوں وہ کافر جو بے لیے جائیں

لطف ہے یون شراب پینے کا
تم وہ سے جاؤ ہم پیے جاتین

ہے تمہارے بغیر زندگی تلخ
تا کجا بے مزہ جیئے جاہین

یا الٰہی در پہ آئے ہین عاصی
اب تو یہ بخشواد تے جاہین

یا الٰہی کرم ہو اکبر پر
یہ کہان تک گنہ کئے جاہین

یہ پیار و محبت کی رمزین یا تم جانو یا ہم جانین
یا تم سمجھو یا ہم سمجھین یا تم جانو یا ہم جانین

سیندون سے ہمارے کہدینا جیسا ہونا وہ لیا لینا
جو دی جاتین وہ لے جاتین یا تم جانو یا ہم جانین

تحقیق جو قیل و قال ہوئی وہ سب مصداق حال ہوئی
کچھ تم کہدو کچھ ہم کہدین یا تم جانو یا ہم جانین

عرفان کی جانب خوب گئے بحر وحدت مین ڈوب گئے
کثرت مین مخفی یہ سب باتین یا تم جانو یا ہم جانین

قاب قوسین اوادنے کا جھرمٹ مار کے یون بولا
تم ہمسے ملو ہم تم سے ملین یا تم جانو یا ہم جانین

تمنے ہمکو پہچان لیا ہم نے بھی تم کو جان لیا
اب یہ پردے بھی اٹھ جاتین یا تم جانو یا ہم جانین

جو دیکھنا تھا وہ دیکھ لیا جو سننا تھا وہ سن ہی لیا
اب جو جاہین وہ پہچانین یا تم جانو یا ہم جانین

اکبو اب ہوش مین آجاؤ بس نہ زیادہ کھلاؤ
اسرار حقیقت کی باتین یا تم جانو یا ہم جانین

ہے ایک مکان اور ایک مکین تو اور نہین مین اور نہین
پھر کیون نہو دل مین صاف یقین تو اور نہین مین اور نہین
جب صاف ہو دل کا آئینہ کھل جاتی ہے چشم بینا
پھر حق حق کہتے ہین حق بین تو اور نہین مین اور نہین
نحن اقرب سے کھلتا ہے تو مجھ سے اتنا جھلتا ہے
پھر کیون مین جاؤن اور کہین تو اور نہین مین اور نہین
ممکن ہی نہین ممکن ہی نہین تو اور کہین مین اور کہین
ہے تو بھی یہین اور مین بھی یہین تو اور نہین مین اور نہین
مسجد مین یا بتخانون مین ہر وقت نرالی شانون مین
عابد ہون کہین معبود کہین تو اور نہین مین اور نہین
اب چھپنے سے ہوتا ہے کیا پہچان لیا پہچان لیا
بس دھوکا نہ دے او پردہ نشین تو اور نہین مین اور نہین

ہے وصل کی اکبو جب جلی ہو دکھ لئے شان تجلی
تو مجھ سے قرین مین تجھ سے قرین تو اور نہین مین اور نہین

در شان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ

اسرار خفی ہین تجھ پہ جلی یا حضرت خواجہ قطب الدین ۔
روشن ہین راز مصطفوی یا حضرت خواجہ قطب الدین

جو خدمت میں موجود ہوا اک آن میں وہ مسعود ہوا
ہر فیض دلمستبشر کو نعمت دی یا حضرت خواجہ قطب الدین

سے دور یہ مقبولوں کی ہوتی ہیں سیرین پھولوں کی
گلزار جنت سے بھر دلی یا حضرت خواجہ قطب الدین

تمنے بھر بھر پیمانہ سے توحید کے لنگر خانے سے
دی گنج شکر کو شیرینی یا حضرت خواجہ قطب الدین

مادر کے شکم میں یاد کئے پندرہ سیپارہ قرآن کے
صورت پر قربان جن و پری یا حضرت خواجہ قطب الدین

جو مقصد لیکر آتے ہیں وہ سب اس در سے پاتے ہیں
بدمست شرابی بغداری یا حضرت خواجہ قطب الدین

کردو مجکو بھی بختنا ور کچھ کاک رحمت سے دیکر
یا بختیار کاکی اوشی یا حضرت خواجہ قطب الدین

اپنا متوالا کر دیجے خالی کیا جاؤن بھر دیجے
رحمت کے پھولون سے جھولی یا حضرت خواجہ قطب الدین

قطب الدین سب کا اول پہ خواجہ کے گورنر جنرل ہو — ہے لاٹ سے ثابت الفشتی یا حضرت خواجہ قطب الدین

آسکو کے بھی تم وارث ہو اکثر یہ سنا ہے تمنے ہو
کی وارثی بیڑا وارث کی یا حضرت خواجہ قطب الدین

در شان حضرت سیدنا و مولانا شاہ بہاؤ الدین صاحب دام فیضہ

ہیں وارث ملک الٰہی یا مولانا شاہ بہاؤ الدین
بے شبہ و شک ہیں بیشک یا مولانا شاہ بہاؤ الدین

ہیں رنگ بزم قادر ہیں دربار نبیؐ میں حاضر ہیں
ہمراہ حضرت جل و علا مولنا شاہ بہاؤالدین

قبضے میں قضا مقبول دعا ہاتھوں میں شفا چہرہ پہ ضیا
مطلوب علی محبوب خدا مولانا شاہ بہاؤالدین

رہتے ہیں ہردم عیدوں میں تھے سب اپنے مریدوں میں
دی فیض کی ہر سو نہر بہا مولانا شاہ بہاؤالدین

آجاؤ مدد کو تاؤ پر ہے غم کی ناؤ بھنور پر
اشکوں کا دریا بہہ نکلا مولانا شاہ بہاؤالدین

جب ہر محفل میں رہتے ہو تم سب کے دل میں رہتے ہو
پھر ڈھونڈیں ہے کیوں ڈیرا مولانا شاہ بہاؤالدین

عصیاں کے پیچ و تاب میں ہوں چکر میں ہوں گرداب میں ہوں
لو بہا بہا ڈوبا ڈوبا مولانا شاہ بہاؤالدین

ہر سو مے کے ساغر گھومیں پی پی کر متوالے جھومیں
ہر مست کے مولا مولا مولنا شاہ بہاؤالدین

ہم نے کتنی ہی ادر تم ساقی حسرت ہے مے کی باقی
میخواروں میں دو نہر بہا مولنا شاہ بہاؤالدین

اک بات پتہ کی آکے پتی اول میں کہا تھا جسے گتی
رکھتے ہیں آس سے خلا الا مولانا شاہ بہاؤالدین

آدمی جنکو بنانا ہے خدا بنتے ہیں | آپ کو لاکھ بنایا کریں کیا بنتے ہیں

در سلطان سے فقیروں کو ملا کرتا ہے
ہم بھی اے شاہ ترے در کے گدا بنتے ہیں

مانگ لینگے تجھے اللہ سے کعبہ جا کر
ہند سے اٹھتے ہیں ہم دست دعا بنتے ہیں

اے مہ کنعان کے قربان تری قدرت کے نثار
کل کے ترشے ہوئے بت آج خدا بنتے ہیں

روح نکلی ہے یہ کہتی ہوئی طیبہ کی طرف
ہم تو اس باغ میں چلنے کو ہوا بنتے ہیں

ان کو ہو جاتی ہے آسان حقیقت کی صراط
جن کے وہ ہادی دیں راہ نما بنتے ہیں

سر پہ سہرا ہے شفاعت کا صف عشرات
آج دولہا شہ لولاک لما بنتے ہیں

آج معراج میں جاتے ہیں محمد اکبو
وضو کرتے ہیں جہاں ہیں ہما بنتے ہیں

کیا نہیں تجھ سے ترے دل میں وفا کچھ بھی نہیں
بے وفا تجھ میں جفاؤں کے سوا کچھ بھی نہیں

نہ مجھے چاہے ظالم نہ مصیبت سہتے
ہے یہ اپنی غلطی تیری خطا کچھ بھی نہیں

ہمیں ملتا تو نہ دل تجھ سے مجھے دیکھ لیا
آگے سے ناز وہ پہلی سی ادا کچھ بھی نہیں

نقد دل لیکے کس انداز سے کہتا ہے وہ شوخ
اور بھی کچھ ہے گرہ میں تری یا کچھ بھی نہیں

میں نے اس شوخ سے پوچھا کہ بھلا یہ کیا ہے
ابھرا ابھرا اثر سے محرم میں کہا کچھ بھی نہیں

ایک ہم ہیں کہ اٹھاتے ہیں جفائیں تیری
ایک تو ہے کہ تجھے پاس وفا کچھ بھی نہیں

بے خطا سینکڑوں کو ذبح کئے بیٹھے ہو
کچھ خدا کا بھی تمہیں خوف ہے یا کچھ بھی نہیں

اٹھ گئے عشق کی منزل سے ہزاروں جانباز
ہائے اس درد کی دنیا میں دوا کچھ بھی نہیں

اب بھی پوچھا تو عنایت ہی کرم ہی ان کا
نام ہی نام ہے اکرم میں رہا کچھ بھی نہیں

ردیف و

حشر کا فتنہ خوابیدہ جگاتے کیوں ہو
نالہ ہائے شب غم شور مچاتے کیوں ہو

خاک پر لوٹتا ہے ترچھی نگہ کا بسمل
پھیر دو تیغ نظر آنکھ چراتے کیوں ہو

مہ و خورشید جو چھپتے ہیں بلا سے چھپ جائیں
تم نقاب رخ روشن کو اٹھاتے کیوں ہو

کہہ دیا صاف کہ یہ عاشق کو نصیحت ہے فضول
ناصحو جاؤ مرے منہ کو کہاتے کیوں ہو

یار کا پاس نزاکت بھی ہے حضرت شوق
کھینچکر دل سے تم آغوش میں آتے کیوں ہو

زلف مشکین کا کوئی بال نہ بیکا ہو جائے
دل بیتاب کو پھندے میں پھنساتے کیوں ہو

ہیں کرشمہ کیا آپ کی شوخی نے یہیں
دو جگہ آنکھ میں اب آنکھ چراتے کیوں ہو

وصل میں ہو چکے بے پردہ یہ پردہ کیسا
اب تو منہ دیکھ لیا آنکھ دکھاتے کیوں ہو

ہم جو کہتے تھے نہ گذرے گی بغیر اُنکو کے
تم تو ناراض تھے پھر اُسکو ملاتے کیوں ہو

چلے کعبے کو یا کوئے بتاں کو
کہاں کو حضرت اکبر کہاں کو

بھرا یا آتشیں پیکر بنا دل
چھپاؤں اب کہاں سوز نہاں کو

چھپا پڑا اشک کا طوفان خطر ہے
نہ لے ڈوبے زمین و آسمان کو

ہزاروں اس میں دل اُلجھے پڑے ہیں
نہ سلجھا گیسوئے عنبر فشاں کو

بہت دشوار ہے راہ حقیقت
سمند فکر کو آہستہ عناں کو

جگہ کاشانہ دل میں ہے کاش
تمہارے درد و غم کے کاروان کو

دیا دل توڑ اُس پیمان شکن نے
نہیں میں بھی نہاں رکھا ہاں کو

عرق آلودہ رخ پر زلف یا ناگ
ہے شبنم جلا ہے گلستاں کو

مزے دیتی ہے کیا دشنام شیریں
ہمارے دل کو اور تیری زبان کو

لو اب صبر و سکون کے بھی لگے پر
سنا جاتے ہو جو اُس آرام جان کو

ہوا ہے دامنِ صبر و سکون چاک
بیاں خود رفتگی اکبو کہاں کو

دیکھ آمد خزاں کو ختام بہار کو
اے گل نہ پوچھ حالِ دلِ داغدار کو
مجھسے بھی شوخ ہیں تری وعدہ خلافیاں
جاتے ہی تیرے آگئی اندوہِ غم کی فوج
جو اس بلائے دردِ جدائی سے دے نجات
بےچین کر گئے ہمیں بےچین کر گئے
ناراض ہو تو صاف نہ کہدو کہیں ابھی
امید ہے کہ پھر بھی وہ تشریف لائینگے
پھیلا ہوا ہے ابرِ کرم روزگار پر
بے التفاتیوں کی قسم تجھکو بد مزاج
دل میں بٹھا لیا ترا دردِ مفارقت

عبرت کی جا ہے چشمِ دلِ ہوشیار کو
بادِ خزاں نے لوٹ لیا ہے بہار کو
یارب قرار ہو ترے قول و قرار کو
دل کس طرح سنبھالے اکیلا ہزار کو
لاؤں کہاں سے ہاتھ میں اس غمگسار کو
تم ساتھ ساتھ لیگئے صبر و قرار کو
وہ دن عذاب زندگیِ مستعار کو
کر شستہ صبا نہ بہار سے غبار کو
سمجھے ہو دور رحمتِ پروردگار کو
کرنا نہ جمع خاطرِ پر انتشار کو
آنکھوں میں رکھ لیا ہے ترے انتظار کو

گگن کے آنگن بسے لو اکبو اٹھا رکھو
بالائے طاق وحشتِ روزِ شمار کو

سرِ بام عدو کیوں سبکنا جلوہ آرا ہو
قدر افشاں کو طفیل ہو جہاں گر ارادہ ہو
نہ ہو جیسے سبزہ ہاں انگڑائیاں لیتا ہو
ادھر سے نند دل پہ کیا [illegible]

ستم ہے گر کسی ناشاد کی گردن پہ آرا ہو
مری اک آنکھ گنگا ہو مری اک آنکھ جمنا ہو
جزائے جزاک اللہ فی الدارین خیرا ہو
ادھر سے تیر ہو شمشیر ہو خنجر ہو بھالا ہو

تیر اگشتہ نہ زندہ ہو ترا کشتہ نہ اچھا ہو
اطبا کس کی دارو ہیں اگر نازل مسیحا ہو

مرے اشکوں سے دریاؤں کو ایسی لغزش پا ہو
کہ آنکھوں کے دوآبہ میں نہ پھر گنگا کو جمنا ہو

یہ بجلی رشک سے کہنے لگی اُس شعلہ پیکر سے
زمیں پر میں گروں اور بام پر تو جلوہ فرما ہو

نقاب رخ اُلٹ کر چھوڑ دو اک تیر مژگاں کا
اگر منظور ہو مرغ نیم بسمل کا تماشا ہو

میں حیرت سے تکے جاؤں صنم کبتک تری صورت
چمن تو گل ہے تو خنداں ہو جو غنچہ ہے تو گویا ہو

سنو یاں ہی غضب ہے پھر کرینگے خون ہزاروں کے
سنورنے ہی سنورنے وہ بگڑ جائیں تو اچھا ہو

عدو کا پیچ دیکھو دیکھکر مکتوب کو میرے
کہا ہم سر قلم کر دیں اگر یہ نامہ اس کا ہو

صفائی دیکھتے وہ ہاتھ کیونکر صاف کرتے ہیں
سر شمشیر نیچا ہو تو قبضہ سے اونچا ہو

ہیں جتنے خوبرو تصویر ہر ایک کی اتار آتے
مرا دل اے تصور رشک ایوان زلیخا ہو

اگر انکا رم نکھر جاتا ہے تو لاکھوں دل بکھر جاتیں
وہ یا رب صورت گیسو بکھر جائیں تو اچھا ہو

دل مضطر سے گھبرا کر وہ پھر آنکھوں میں آتے ہیں
الٰہی خاطر نازک کو یہ منظور پذیرا ہو

نہ ہلیں اے زخم خوف ضرب منقار غنا دل ہے
مبادا طائران باغ کو گلشن کا دھوکا ہو

پری کہتے ہیں جن اُس کو فرشتے ہو لوگ انسان
مجھے ڈر ہے کہیں میدان محشر میں نہ جھگڑا ہو

بہم سر گرمیاں ہیں گرمی خون محبت سے
ہماری نعش ٹھنڈی ہو تو خنجر انکا ٹھنڈا ہو

جو پردہ ڈالدیں در پر تو یاں پڑجاتے آنکھوں پر
اگر پردے کو وہ الٹیں نصیبا اپنا سیدھا ہو

مری چشم تلاطم خیز طغیانی پہ گر آئے
عرق آجائے چشمہ کو غریق شرم دریا ہو

ہمارے نام سے نام جنون قیس مٹجاتے
ہمارے داغ دل سے داغ لالہ صحرا ہو

یہ طرز خامشی اور مجھے مشتاق تکلم سے
خدارا اے صنم ہنس بول تیرا بول بالا ہو

دل پر داغ میں ہو خاک مسکن اپنے نازک کا
کہ کا جنبش با نفس سے رنگ میلا ہو

کبھی رسوائی کر و اس بت پہ اکبو جان فدا
ہے وہی عاشق کہ جس کو خوف رسوائی نہ ہو

ایک شب میں جانب گور غریباں چلدیا
دل میں یہ ڈر تھا کہیں کوئی تماشائی نہ ہو

ایک دشت لق و دق صورت کش لاہوت تھا
جیسے انساں کی کبھی یاں گام فرسائی نہ ہو

ق

اور ہوا ظاہر سویدائے شب دیجور سے
یہ کسی کا دود آہ شام تنہائی نہ ہو

دیکھہ کر قبروں کو سوچا یہ کبھی آباد تھے
حسرت و اندوہ کی تصویر کھچوائی نہ ہو

اور وہاں ہر سو چراغ گور روشن دیکھہ کر
دل میں ہیبت تھی کہ کوئی غول صحرائی نہ ہو

الغرض اس دشت کا سنسان عالم دیکھہ کر
رہ گیا خاموش جیسے تاب گویائی نہ ہو

بیکسی کہتی تھی ظالم دیکھہ کر رکھنا قدم
یاں کسی حسرت زدہ کی لاش دفنائی نہ ہو

اس کے ہر ذرہ میں سکندر کی ہوئی مٹی خراب
اس میں پوشیدہ کہیں دارا کی دارائی نہ ہو

جوش اشک غم ہوا ایسا کہ ندی بندھ گئی
قلب مضطر سے کبھی صبر و شکیبائی نہ ہو

گر پڑا بیہوش ہو کر کھینچ کر اک آہ سرد
مرچکا تھا زندگی سے گر مسیحائی نہ ہو

زیست سے مجبور لپکے آغوش محبت میں کہا
ہوش میں آ ہوش میں آ دیکھہ رسوائی نہ ہو

شعر یہ پڑھتا ہوا اکبو چلا سوئے مکان
ضبط غم وہ کیا کرے جس میں توانائی نہ ہو

ہائے ایسے نازنیں یوں پائمال خاک ہوں
نیند جن کو خواب مخمل پر کبھی آئی نہ ہو

خاک کے پتلوں پہ توڑے ہیں انہیں دونوں نے ظلم
یہ زمیں یارب نہ ہو یہ چرخ مینائی نہ ہو

عرش پہ تم ہو فرش پہ تم ہر شے میں بستا تم ہی تو ہو
لاوارث کے وارث تم دکھ درد سنتا تم ہی تو ہو

بلبل میں تم جاکر چہکے پھول میں تو بن کر مہکے

ہر ہر پردے کی صدا میں شام پپیہا تمہیں تو ہو

سولی دی منصور کو تم نے سرمد کا سر اڑوا یا

فاعبدنی انسان میں لو لے رنگ رنگیا تمہیں تو ہو

یونس کو ماہی سے نکالا آتش کو گلزار کیا

یوسفؑ کے چاہِ کنعان میں دھیر بندھیا تمہیں تو ہو

تمہیں نے اژدر کو مارا ہے تمہیں نے خیبر کو الٹا

شیروں سے سلمانؓ کو بچایا لیے سپیا تمہیں تو ہو

چاند کے دو ٹکڑے کرڈالے سورج کو الٹا پھیرا

بچھڑے تھے آدمؑ حواؑ سے ان کے ملیا تمہیں تو ہو

کلمہ پڑھایا کنکریوں کو موم بنایا پتھر کو

ڈوب چکی کشتی نوحؑ کی منت آسکے تریا تمہیں تو ہو

جا بہی آؤ مدد کو وارث نیا ڈوبی جاتی ہے

تم بن کس سے کہے یہ اکبر واسکے کھویا تمہیں تو ہو

جسکے تم دلبر ہو جس دل میں تمہاری یاد ہو
وہ ہمیشہ خاک چھانے وہ سدا برباد ہو

کرکے زخمی چل بیا وہ میں یہ کہتا رہ گیا
اور بھی اک وار مجھپر او ستم ایجاد ہو

مصحفِ رخسارِ جاناں حفظ کرنا چاہیے
حافظِ قرآن وہی ہے جس کو قرآن یاد ہو

سیر کر دے اپنے گلشن میں ہے ہنگام بہار
ہم اسیروں کی رہائی اب تو اے صیاد ہو

رہزنِ ایمان تو جلوہ دکھا جائے اگر
بت بھی مسجد میں سجا میں خدا کی یاد ہو

حور کا دل چھینتے ہو جنکی تم لیتے ہو جان
پڑھتے رہتے ہین تمہارا ہی سبق یہ اور تم
ہم کریں مشق محبت تم کرو مشق ستم
قتل ہوے پر ہین راضی ہون مگر یہ شرط ہے
جو تمہاری بات ہے وہ ہے زمانہ سے جدا

پر کترتے ہو پری کے اور آدم زاد ہو
عاشقون کو بھول جاتے ہو بڑے استاد ہو
حرف جسکے خوبصورت ہون اسی پر صاد ہو
تیرے ہاتھو نسے گلے پر خنجر فولاد ہو
شوخیان ایجاد کرتے ہو بڑے استاد ہو

کھینچکر تلوار اکبر پر چلے ہو جنبے دریغ
بے گنہ کو قتل کرتے ہو بڑے جلاد ہو

جہان کی ہے نظر تم پر وہ محبوب جہان تم ہو
محبت سے تصور مین جہان دیکھا وہان تم ہو
گذاری عمر ہمنے جستجو مین آپ کی لیکن
رہے ہم سے الگ کیسے ہمارے مہربان تم ہو
تمہارے حسن کی توصیف ہم سے ہو نہین سکتی
اڑا لیتے ہو دل باتون مین ایسے دلستان تم ہو
نظر آتے نہین جب ڈھونڈتے ہین ہم کہین تم کو
رہا کرتے ہو دل مین لیکن آنکھون سے نہان تم ہو
اگر ملنے کو کہتا ہون تو کہتے ہو نہین ملتے
لباس حسن مین مغرور ایسے مری جان تم ہو
رہے گی بعد مردن بھی تمہاری آرزو دل مین
یہ روح پاک پہنچے گی وہین پیارے جہان تم ہو

یہ حسرت ہے تمہاری یاد میں یہ زندگی گذرے
اگر آنکھوں سے پنہاں ہو تم پھر دل میں عیاں تم ہو
نہیں اس زندگی کا کچھ بھروسا آؤ مل جاؤ
لیا تھا دل تو پہلو سے جدا کیوں جان جاں تم ہو

جہاں میں جب تلک اے اکبری ہوں عشق و حسن کے چرچے
تمہارے قدرداں ہم ہوں ہمارے قدرداں تم ہو

مبارکباد معراج

جشن معراج کا مبارک ہو
وصل ذات خدا مبارک ہو

آپ کے واسطے شب معراج
عرش خلوت سرا مبارک ہو

تم کو ماہ رجب کی ستائیس
اے حبیب خدا مبارک ہو

لیلۃ القدر کی تجلی سے
رات کا دن ہوا مبارک ہو

ہر طرف ہیں درود کے تحفے
شور صلے علےٰ مبارک ہو

وعدۂ بخشش گنہگاران
حق نے تم سے کیا مبارک ہو

حق سے راز و نیاز کی خلوت
خاتم الانبیا مبارک ہو

حور و غلماں نے تھا ہیں شب سے
سر جھکا کر کہا مبارک ہو

بزم قوسین میں رسائی آج
تم کو شاہ دنے مبارک ہو

آسمانوں میں عرش پر اکبر
ہر طرف شور تھا مبارک ہو

قصیدہ در شان سید یا مولا یا خضر شاہ محی الدین احمد صاحب سلمہ سجادہ بارگاہ حضرت مولانا نیاز م

جلوہ حسنِ احد کے رونما تم ہی تو ہو | کن سے کھلے راز کے پردہ کشا تم ہی تو ہو

ابتدائے ہستیِ ارض و سما تم ہی تو ہو | انتہائے انبیا و اولیا تم ہی تو ہو

یا محی الدین احمد خلق کے مشکل کشا | سرِ حق شانِ نبی نورِ خدا تم ہی تو ہو

قطبِ عالم شہ نظام الدین حسین باصفا | بے نیاز و با نیاز دوسرا تم ہی تو ہو

تم محمد تم علی تم فاطمہ تم نورِ عین | کل تماشا گاہِ عالم کی بنا تم ہی تو ہو

شہسوارِ ہر دو عالم شہسوارِ لامکاں | کنت کنزاً مخفیا کے مقتضا تم ہی تو ہو

فخرِ دنیا فخرِ دین فخرِ ازل فخرِ ابد | افتخارِ ابتدا و انتہا تم ہی تو ہو

آج والیلِ اذا یغشیٰ کے معنی کھل گئے | کالی کالی زلف والے مصطفیٰ تم ہی تو ہو

بلبلیں ہیں یوں زبانِ حال سے سرگرمِ قال | نکہتِ نیرنگ گلزارِ [illegible] تم ہی تو ہو

مرحبا اللہ اکبر آپ کا راز و نیاز | شکلِ صورت سے عیاں ہے حق نما تم ہی تو ہو

تم جو آنکھوں میں بسے آنکھوں کی آنکھیں کھل گئیں | چشمِ [illegible] ایسی آنکھوں کی ضیا تم ہی تو ہو

بت کدے میں بت برہمن دیر میں مسجد میں شیخ | طور پر موسیٰ عرب میں مصطفیٰ تم ہی تو ہو

پردۂ انساں میں آ کر کہتے کیا کیا کمال | کھل گیا تم ہی تو تھے ثابت ہوا تم ہی تو ہو

چاند کے دو شق کئے تھے [illegible] | آج روشن ہو گیا وہ مدعا تم ہی تو ہو

کون خالی ہاتھ اس دربار سے جا کر [illegible] | فیضِ بخشش کا [illegible] دوسرا تم ہی تو ہو

چشمِ رحمت سے نظر رحمت علی پر کیجئے | رحمۃ للعالمین کا واسطہ تم ہی تو ہو

صدقہ اس دریا دل کا کچھ تو آ کر لے
ساقیِ میخانۂ الّا انا تم ہی تو ہو

قصیدۂ ذیشان عارف باللہ حقیقت آگاہ حضرت [illegible]

چشمۂ جود وسخا حاجی محمد شیر شاہ — معدن لطف وعطا حاجی محمد شیر شاہ

آپ کا نام مبارک باعث تسکین دل — دافع رنج وبلا حاجی محمد شیر شاہ

ہادی دین محمد رہبر کل کائنات — شیر حق شیر خدا حاجی محمد شیر شاہ

ماہر علم حقیقت واقف شرع نبی — عالم راہ ہدیٰ حاجی محمد شیر شاہ

اک نگاہ فیض سے سارے لطیفے کھل گئے — آپ سے جو آملا حاجی محمد شیر شاہ

آپ سے ہندوستان میں خوب روشن ہو گیا — قادریہ سلسلہ حاجی محمد شیر شاہ

بعد احمد تم محبّ و ہو گئے اس رنگ کا — تم سے نقشہ جم گیا حاجی محمد شیر شاہ

دور سے لائے ہیں حسرت تشنگان جام عشق — ایک ساغر ہو عطا حاجی محمد شیر شاہ

ایسی پلوا دو کہ پیتے ہی جاتے ہو وصال — ماہ ہو گا آپ کا حاجی محمد شیر شاہ

جب تصور کی نظر سے ہم نے دیکھا چار سو — ہم کو پایا جا بجا حاجی محمد شیر شاہ

حضرت پیر جی کو سمجھے معرفت کا آئینہ ق — ایک نظر میں دیدیا حاجی محمد شیر شاہ

ہر دو عالم کا تماشہ جس میں دیکھا صاف صاف — مرحبا فیض آپ کا حاجی محمد شیر شاہ

سرخرو ہو کر چلیں گے آج پہلی بیعت [?] — دیکھتے دیتے ہیں کیا حاجی محمد شیر شاہ

ہم کہ سوالی جائے اکبر اور اس دربار سے
واہ یہ ممکن ہے کیا حاجی محمد شیر شاہ

در شان سراپا فیضان حضرت شاہ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی

تاج شاہ شہان کلیم اللہ — اکمل اکملان کلیم اللہ

تم سے آباد ہے جہان آباد — بادشاہ جہان کلیم اللہ

ہے عجب [?] آپ کا نظام الدین — آپ با عزّ و شان کلیم اللہ

مہر شاہ آپ کا شمولِ کمال ۔ کاملِ کاملان کلیم اللہ
باعثِ فخرِ خواجہ یحییٰ ۔ رہبرِ انس و جان کلیم اللہ
اُس پہ اللہ کا نبی کا کرم ۔ جس پہ ہوں مہربان کلیم اللہ
ہونگا تیرے مزار پر قربان ۔ آپڑا ہوں یہاں کلیم اللہ
ہو ولی سر پرست میرے تم ۔ پھر میں جاؤں کہاں کلیم اللہ

کچھ ظاہر ہے خواہش اکبر
پوری ہوجائے ہاں کلیم اللہ

ابتدا لا الہ الا اللہ ۔ انتہا لا الہ الا اللہ
خلد میں ہر شجر کے پتوں پر ۔ ہے لکھا لا الہ الا اللہ
ہو گیا قلب آئینہ جس نے ۔ پڑھ لیا لا الہ الا اللہ
تھا وہ مقبولِ بارگاہ جسے ۔ ورد تھا لا الہ الا اللہ
مرضِ معصیت کے بیمار و ۔ لو دوا لا الہ الا اللہ
پشت پر مہر میں تحریر ۔ خوش نما لا الہ الا اللہ
نزع میں قبر میں زبان پہ ہو ۔ اے خدا لا الہ الا اللہ
ہیں محمد رسول حق برحق ۔ مشغلہ لا الہ الا اللہ
دیکھ پھر دل میں نور کا عالم ۔ کہہ ذرا لا الہ الا اللہ
دیکھا حضرت نے آسمانوں پر ۔ جا بجا لا الہ الا اللہ
خاتمِ حضرت سلیمانؑ پہ ۔ نقش تھا لا الہ الا اللہ
عرش و کرسی پہ نور کے خط سے ۔ لکھ دیا لا الہ الا اللہ

گر طلب ہے بہشت کی آرزو
پڑھو لا الہ الا اللہ

مکھڑے پر وہ گیسو کالے سبحان اللہ سبحان اللہ
ہیں ایک چاند پر دو ہالے سبحان اللہ سبحان اللہ

ہے معجزہ روشن حضرت کا شہ نے انگشت شہادت سے
ایک ماہ کے دو ٹکڑے کر ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

معراج کی شب خالق نے کھا اے ماہ عرب شاہ بطحا
آجا امت کو بخشا لے سبحان اللہ سبحان اللہ

اک جوش میں آ کر رحمت کے عصیان تھے جتنے امت کے
دفتر کے دفتر دھو ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

حضرت نے اس امت کیلئے دکھ درد اٹھائے رنج سہے
قربان نواسے کر ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ صدقے علی سب عمر تری اللہ اللہ کرنے گذری
اللہ اللہ اللہ والے سبحان اللہ سبحان اللہ

قربان ترے انداز کے صدقے ان راز و نیازوں کے
او شاہ بالے کملی والے سبحان اللہ سبحان اللہ

جو چہاند چھپا ہی نہیں اس کھنڈ سے نکلا ہی نہیں
ہیں جال بال گھونگر والے سبحان اللہ سبحان اللہ

لب پہ ہے اکبر اللہ کیا چھوٹے پھرتے ہیں ہر سو

وارث کی مے کے متوالے سبحان اللہ سبحان اللہ

ہم کیوں نہ کہیں شہ جن و ملک سبحان اللہ سبحان اللہ
ہے آپکی ہر غنچے میں مہک سبحان اللہ سبحان اللہ

لولاک کا سر پر تاج وہرا والشمس کا غازہ رخ پہ ملا
خوشبو ہے جس کی محشر تک سبحان اللہ سبحان اللہ

اے بلبل گل کی متوالی کیا بیٹھی ہے ڈالی ڈالی
آ تو بھی ہمارے ساتھ چہک سبحان اللہ سبحان اللہ

قمری کے لب پر حمد خدا بلبل کی زبان پر صلّے علیٰ
کہتے ہیں غنچے چٹک چٹک سبحان اللہ سبحان اللہ

جنت میں گئے جب حق کے نبی دیکھی جو ادا پیاری پیاری
بیساختہ بولے حور و ملک سبحان اللہ سبحان اللہ

قربان اس نور کی صورت کے صدقے اس چاند سی طلعت کے
اللہ اللہ یہ چمک سبحان اللہ سبحان اللہ

وحدت نے کھول دیا گھونگھٹ شاہد نے کہا آ جا جھٹ پٹ
مازاغ کی اب لے لے عینک سبحان اللہ سبحان اللہ

بے رنگی بولی رنگ میں آ میری آغوش تنگ میں آ
لے اٹھ گیا پردہ وہم و شک سبحان اللہ سبحان اللہ

جو منہ سے بات نکلتی ہے اس بات میں بات نکلتی ہے
سچ سچ حق حق بیشک بیشک سبحان اللہ سبحان اللہ

اکبر تو لکھ طوطی تو پڑھ قمری تو گا صلصل تو سنا
اے گل تو مہک بلبل تو چہک سبحان اللہ سبحان اللہ

ساقی ہے مرادہ شاہ زمن سبحان اللہ سبحان اللہ
کیا خوب کھلا یا دل کا چمن سبحان اللہ سبحان اللہ

جلوے سے ترے ہے کب خالی پھل پھول پھلی پتہ ڈالی
ہے رنگ ترا گلشن گلشن سبحان اللہ سبحان اللہ

نزدیک ہیں یہ یا دور ہیں یہ ہر وقت نشے میں چور ہیں یہ
مستوں کی لگی ساقی سے لگن سبحان اللہ سبحان اللہ

گر دل میں چشم بینا ہو بت خانہ ہو یا کعبہ ہو
گھر گھر میں ہیں اس کے درشن سبحان اللہ سبحان اللہ

وَهُوَ مَعَكُمْ کی پکار آئی اَحَدٌ مِنکُمْ کی بہار آئی
وَ اَنَا بَشَرٌ کی اٹھی چلمن سبحان اللہ سبحان اللہ

کیوں وہم نہ میری ہو ہر سو آنکھوں میں بسا ہے تو ہی تو
فِیْ اَنْفُسِکُمْ کا یہ جوبن سبحان اللہ سبحان اللہ

جب ذات کے ساتھ صفات ہوئی وحدت کثرت کی برات ہوئی
ہیں آپ ہی دولہا آپ دولہن سبحان اللہ سبحان اللہ

وہ پچھلی باتیں دور کرو آگے آنا منظور کرو
اب مجھ میں دیکھو اپنی پھبن سبحان اللہ سبحان اللہ

جس وقت گرونے وہ بھید دیا ہر دم گمنا بولا اللہ ہو

انحد سے رنگ دیا تن من سبحان اللہ سبحان اللہ

بہروپ بھروں دیو سے جاؤں یہ سب کی زبان سے کہلاؤں
وہ آئی وارث کی جوگن سبحان اللہ سبحان اللہ

آباد رہے یہ میخانہ اکبر کو پلا وہ پیمانہ
ہو مرنے دم تک یہ ہی سخن سبحان اللہ سبحان اللہ

ھٰذا مِن اَسمَاءِ الحُسنیٰ سُبحَانَ اللہِ سُبحَانَ اللہِ
سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ اَعلےٰ سُبحَانَ اللہِ سُبحَانَ اللہِ
حَیٌّ القَیُّومُ قَوِیٌّ قَادِرٌ ظَاہِرٌ بَاطِنٌ اَوَّلُ اٰخِرُ
وَارِثٌ وَالِی اَعلےٰ اَولاٰ سُبحَانَ اللہِ سُبحَانَ اللہِ
حَقٌّ مَالِکٌ مُنعِمٌ مُغنِی اَحَدٌ صَمَدٌ نُورٌ مُعطِی
سُبحَانَکَ یَا رَبِّ الاَعلیٰ سُبحَانَ اللہِ سُبحَانَ اللہِ
لَو کَانَ تَمَنَّاءِ الجَنَّتَ فِی کُلِّ بَلاَءٍ وَالعُسرَتُ
یَا اَیُّہَا الاِنسَانُ اِقرَأ سُبحَانَ اللہِ سُبحَانَ اللہِ

ی	فِی رِہَانِ قُل اَکثَرتُم النَّظرُ فِی قَلبِ المُضطَرِّ اَلحَقُّ بِجَانِبِکَ فِی ھٰذَا سُبحَانَ اللہِ سُبحَانَ اللہِ	ردیف

تمہ گر جائیگا تو آسمان سے
مژہ کے تیر ابرو کی کمان سے
مجھے مل ملکے دونوں بیٹھے ہیں
الٰہی کیا تماشا ہے عدم میں

نکلتے دانہیں نہ کر مکان سے
انہیں لڑنا ہر ایک پیر و جوان سے
زمین رکھتی ہے سازش آسمان سے
کہ سب اٹھ اللہ کے جاتی ہیں جہان سے

نظر آئی تجلی کس حسیں کی
گری جو برق جلکر آسماں سے

ہے گیسو کے لیے یہ حکم ان کا
کلیجے کو مسوسے دل کو پھانسے

یہ میرا درد دل کہتا ہے مجھ سے
چلو اٹھو بس اب تم بھی یہاں سے

بہاریں لوٹ لینے دے جہاں کی
کوئی کہدے مری عمر رواں سے

نہ ہم ہونگے نہ تم ہوگے کسی دن
زمیں کہتی ہے رو کر آسماں سے

جو میرا نام اکبر ہے تو اے چرخ
گرا دوں گا تجھے آہ و فغاں سے

لگا اے سر وہ ٹھکر آستاں سے
وہ گھبرا کر نکل آئیں مکاں سے

یہ کہدینا تم اپنے پاسباں سے
ڈرا کرتے نہیں ہیں میہماں سے

زمانہ میں نہیں دلشاد کوئی
تجھے دیکھو ہے شاکی آسماں سے

وہ دل پر داغ میرا لیکے بولے
یہ گلدستہ اٹھا لایا کہاں سے

گیا ہے ساتھ ساتھ ان کے مرا دل
منا لائیگا پھر ان کو وہاں سے

منالے جذبۂ الفت منالے
چلے وہ روٹھ کر میرے مکاں سے

جو مانگا ایک بوسہ ہنسکے بولے
کہ بس تشریف لیجاؤ یہاں سے

مری غفلت تو دیکھو اس صنم کی
شکایت کر رہا ہوں آسماں سے

پس مردن بھی گر تم نے پکارا
چلا آؤں گا شہر خامشاں سے

محمد مصطفے آئے زمیں پر
زمیں اب بڑھ گئی ہے آسماں سے

حسیں کس واسطے پیدا ہوئے ہیں
جو گھبراتے ہیں نام عاشقاں سے

وہ اختر بام سے اوتریں یہ سمجھا
خدا کا نور اترا آسماں سے

ڈرے گھبرا گئے سہمے بہت وہ — مرے نالون سے سینون سے فغان ہے
ہجوم عاشقان سے ڈر کے بولے — یہ مخلوقات آ ٹوٹی کہان سے
نہ دو گالی عدو کو میرے ہوتے — نہ لو چٹکی کلیجے مین زبان سے
تھے ہنسنے کھیلنے کے دن تمھارے — یہ باتین آگئین تم مین کہان سے
گیا مین شور کرتا انکے در تک — ق کہ مین بھی ہون گروہ عاشقان سے
یہ فرمایا سنا جب شور میرا — کلیجہ دکھ گیا تیرے فغان سے
ترا کیا نام ہے اور کون ہے تو — کہان جاتا ہے آیا ہے کہان سے
تجھے تیرے دشمنون پر کیا مصیبت — کہ بچھڑا ہے گروہ دوستان سے
کہا مین نے کہ آیا ہون مین سنکر — تمھارے حسن کا شہرہ جہان سے
کرون گا رات دن خدمت تمھاری — گھسونگا سر تمھاری آستان سے

وہ اکبر ہون کہ ہر کوچے مین سن لو
مری غزلین حسینون کی زبان سے

سر مقتل جو لے کر تیغ وہ قاتل نکلتا ہے — کسی کا خون ہوتا ہے کوئی بسمل نکلتا ہے
کہان جاتے ہو بالین سے چلے جانا ذرا ٹھہرو — کہ دم کے ساتھ ارمان دل بسمل نکلتا ہے
تجھی غم کی گھٹا جانے سے تیرے اشک جاری ہین — کہان تو اپنے منہ مین آہ کامل نکلتا ہے
چمن مین تو سمن مین تو دہن مین تو سخن مین تو — کہین آسان ہوتا ہے کہین مشکل نکلتا ہے
بہین گے خون کس کس کے قضا آئی ہے کس کس کی — الٰہی پھر خنجر لیکے پھر قاتل نکلتا ہے
کوئی ان چاہنے والون کی آخر انتہا بھی ہے — جسے دیکھو تمھارے حسن پر مائل نکلتا ہے
ستم کو چھوڑ بیدا اچھا برا بدنام دنیا مین — جفا کے ساتھ تیرا نام اے قاتل نکلتا ہے

مری حسرت نہ رہ جائے مرا ارمان نہ رہ جائے
غرض ہر شب بام پر پیر اسمہ کامل نکلتا ہے

میں ڈر جاتا ہوں گویا وصل کی شب میں نکل آیا
چھوٹ کر فلک سے شور کرو مہ کامل نکلتا ہے

یہ مانا دل میں رہتا ہے بوقت جستجو لیکن
پرے تو عرش سے بھی سیکڑوں منزل نکلتا ہے

کہاں ہی تو کہیں ہے تو نہاں ہی تو نہیں ہے تو
جدا ہر رنگ سے ہر رنگ میں شامل نکلتا ہے

نظر بھی یا کوئی بیٹھی چھری تھی او بت قاتل
زباں انکو چاٹنا زخموں کو ہر گھائل نکلتا ہے

غضب آگے ہوا ہے قافیہ تنگ اہل معنی کا
تو اکبر ہر غزل کی بحر میں کامل نکلتا ہے

بغل میں شیشے کو نہیں دبائے ہوئے
وہ میرے دل کو لئے جاتے ہیں چرائے ہوئے

سمجھ کے شکوہ بیجا وہ عرض مطلب کو
سہیں گے کب کہ رقیبوں کے ہیں پڑھائے ہوئے

چمن میں لالہ و گل لوٹتے ہیں آتش پر
پہ انکے شعلہ رخ کے ہیں گل کھلائے ہوئے

رہا ہے کون تسلی کو دشت غربت میں
بس ایک حضرت دل تھے سو یہ پرائے ہوئے

خیال یار بھی ہمراہ دل چلا اکبر
یہ دو انیس جدا مجھسے ہائے ہوئے

جان فدا اس تیغ خوں آشام کے
چھوڑ دو اک ہاتھ دامن تھام کے

اس میں کھولی ہے لب شیریں نے قند
ہم بھی بھوکے ہیں تری دشنام کے

دعوت ناز و ادا کیا کیجئے
دل جگر دونوں ہیں اپنے کام کے

دل میں آ اتریں بلائیں زلف کی
ٹل نہیں سکتے یہ مہمان شام کے

پرسش اعمال بد ہونے لگی
ہو گئے تیرے نکمے کام کے

دیکھ کر تیرے شہیدوں کا بناؤ
رہ گئیں حوریں کلیجہ تھام کے

شام کا شکر ہے یا زلفین تری — ٹوٹے دل اس لام سے اسلام کے
جم گئی بزم طرب ہان ساقیا — منتظر ہین ہم بھی دور جام کے

کہدیا اکبر سوال وصل پر
وقت ہین سب آپکے آرام کے

بلا کی بارش چشمان تر ہے — سمندر کو بھی اس ٹپکے کا ڈر ہے
تری فرقت مین اے خورشید رخسار — جگر پرسوز ہے دل پر شرر ہے
بشیر النقشہ صنم مینا تصور — نظر کے سامنے آٹھون پہر ہے
ہزارون خوبصورت ہین جہان مین — مگر میری تری جانب نظر ہے
بتا اے شمع محفل سوز عشاق — کہ تو کس انجمن مین جلوہ گر ہے
تو جلدی آ کہ نقشہ زندگی کا — بگڑ جانے مین تھوڑی ہی کسر ہے
ٹہل اترا کے دیکھ او فتنہ قامت — قیامت خفتگان خاک پر ہے
کسی صورت سے میرے سامنے آ — کہان ہے شاہد معنی کدھر ہے
بتا اے ساکن شہر خموشان — کہان وہ تمکنت وہ کر و فر ہے
پری آتی ہے ہان اے ہوش اکبر — تو اڑ جا گر ترے بازو مین پر ہے

اکیلا ہے اکیلا ہے یہ اکبر
زمانہ بھی ادھر ہے تو جدھر ہے

مری بالین پہ وہ رشک مسیحا ہو ہی جاتا ہے — دوا ہوتی ہے تو بیمار اچھا ہو ہی جاتا ہے
فرشتہ ہو پری ہو حور ہو انسان ہو جن ہو — تمہارے حسن پر کوئی شیدا ہو ہی جاتا ہے
رقیب رو سیہ بیٹھا ہے اس کافر کے پہلو مین — خدا کی شان ہے پھولون مین کانٹا ہو ہی جاتا ہے

کھیلنا کھیونٹ کیا سمجھا ہے دل
سیکھا یہ عبرت سنانِ سفاک سے

دور سے لو اور مجھ سے راز و نیاز
جستجو سے فکر سے ادراک سے

عرش تک پہنچا ہمارا تیرِ آہ
خاک بالا تر رہی افلاک سے

دل میں انجم سے زیادہ داغ ہیں
خاک بالا تر رہی افلاک سے

حسرت و ارمانِ دل سب بہ چلے
خون ہو کر دیدۂ نمناک سے

تا کہ چمکیں صورتِ سلکِ گہر
صاف دندان کیجے مسواک سے

تحفۂ درویش برگِ سبز ہے
لو دل کا ہدیہ اس غمناک سے

بولے کس کمبخت کی تربت ہے آج
گرد اڑ اڑ کر لگی پوشاک سے

ہاں روانی سیکھ لے بحرِ رواں
سیکھ لے اس دیدۂ نمناک سے

یہ لبِ پان خوردہ ہے یا شاہِ حسن
خوب نسبت ہے غنچۂ ضحاک سے

کیسی کیسی صورتیں ترکیب دیں
آب و آتش سے ہوا سے خاک سے

اپنے عشوے اپنے انداز اپنے ناز
پوچھئے سینہ جگر صد چاک سے

تیرا جلوہ دیدۂ انجم سے کون
دیکھتا ہے پردۂ افلاک سے

کس کا ارمان تھا کہ بن کر آبلہ
پھوٹ نکلا ہے دلِ صد چاک سے

بیخودی میں کہہ دیا بت کو خدا
شرم آتی ہے خدائے پاک سے

تان دینا چال دینا سیکھ لو
اس بتِ عیار سے چالاک سے

تان تو کر نخوت کہ ہر اک جوہر و
خاک ہو جاتے ہیں گر کر خاک سے

کیوں نہیں خوش بولئے ہوا ہے ختم
کیا خفا ہو اکبرِ غمناک سے

کہین حسن جنکے قبول ہین کہین رنگ جنکے وہ پھول ہین
کہین نور جنکے رسول ہین وہ جمال اپنا دکھا گئے

تری جستجو کی گونج بجی تجھی جو بلی تو اکبر وارثی ؎
وہ بھرے نشہ کی ترنگ مین کہ کہین کہین کی سنا گئے

پار بیڑا لگا ہوا جانے — جو محمد کو نا خدا جانے
جس نے پی لی شراب مرشد کی — وہ حقیقت کا ذائقہ جانے
ہم تو بس ایک جانتے ہین تجھے — جو خدا ہو اُسے خدا جانے
اس سمندر کے گھاٹ ہین لاکھون — پار اُترے جو راستہ جانے
اے صبا جا سلام کہدینا — تو اگر یار کا پتہ جانے
آن تیری ہزار ہا دیکھین — شان تیری مگر خدا جانے
جب یہ اُسنے کہا کہ مرتا ہون — سنکے بولے مری بلا جانے
درد دل کا نہ کر علاج طبیب — عاشقون کی دوا تو کیا جانے
تیری سنتے ہین بہت شیخی واعظ — سن ہماری جو ماجرا جانے
وہی سمجھا ہے جس پہ پڑتی ہے — درد کوئی کسی کا کیا جانے

عشق کی چاٹ جس کو ہو اکبر
معرفت کا وہی مزا جانے

کس ہوا خواہ نے ڈالی ہے بنا پنکھے کی — دل کی کلیونکو کھلاتی ہے ہوا پنکھے کی
قلعہ سامان مین جو حرکت ہے سو پنکھے کی — اس لئے عالم بالا پہ ہے جا پنکھے کی
جس مکان مین یہ معلق ہو ہوا آجاتی — واہ کیا بات ہے اٹھے جو صدا پنکھے کی

کھینچنے سے اسے صحت کی ہوا چلتی ہے / گرم موسم میں یہ دلکش ہے ادا پنکھے کی

کیون نہ رشک پر طاؤس ہو اُسکی جھالر / ہوگئی اور بھی جھلنے سے جلا پنکھے کی

دل کو تفریح نہ کیا ہوتی کہ ہنساتا ہے غریب / ہے یہ مشتاق غش دل آویز ہوا پنکھے کی

اس کی جھالر ہے جو زینت کا ہے سہرا / بنگئی آکے دلہن باد صبا پنکھے کی

وجد میں صوفیون کی طرح رہا کرتا ہے / آؤ کھالو کہ تبرک ہے ہوا پنکھے کی

کس عرق ریزی سے تیار کیا ہے اکبر / کیون نہ مرغوب ہو ہر ایک ادا پنکھے کی

دل کا بدلہ یہ دلربا دیدے / شربت وصل کا مزا دیدے

چشتیہ رنگ رہنما دیدے / منزل یار کا پتہ دیدے

جام کثرت سے تلخ کامی ہے / مے وحدت کا ذائقہ دیدے

منت آئے ہین ہاتھ پھیلائے / کچھ تو اے صاحب عطا دیدے

زنگ کثرت مٹا کے یا مرشد / دل کے آئینہ کو جلا دیدے

میکدے کی ہو خیر اے ساقی / ایک ساغر شراب کا دیدے

دینے والا ہے اور ہی داتا / پاس جس کے نہ ہو وہ کیا دیدے

پھیری والا فقیر آیا ہے / اپنا جھوٹا بچا کچھا دیدے

مار ڈالا فراق جانان نے / کوئی اس درد کی دوا دیدے

دیکھ لون پھر جمال مرشد کا / اتنی مہلت مجھے قضا دیدے

[illegible] پائیگا ضرور اکبر / مرشد کا واسطہ دیدے

حضرت مخدوم شاہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی

اے نورِ چراغِ لم یزلی مخدوم نصیر الدین ولی
سب کے وارث سب کے ولی مخدوم نصیر الدین ولی

حاصل ہے جمالِ دین تمہیں روشن ہے کمالِ دین سے
اے جانِ نبیؐ اے شانِ علیؓ مخدوم نصیر الدین ولی

تم نور جمال **قطب الدین** رنگ گلستان **فرید الدین**
اے شاہ **نظام الدین** ولی مخدوم نصیر الدین ولی

سامان تمہیں کب شاہانہ پہنا ملبوس فقیرانہ
نخوت کی ردا تم نے کم لی مخدوم نصیر الدین ولی

روضہ پہ نور برستا ہے آوازہ چاند یہ کستا ہے
ہو کیوں نہ چراغاں میں دہلی مخدوم نصیر الدین ولی

ہو دل کا کلس اس قبے پر پلکوں کی وہ ہو جھالر
آنکھوں کے پردوں کی جالی مخدوم نصیر الدین ولی

ناسوت میں رم کر کے ہر سو چرنے پھرتے ہیں تیرے آہو
لاہوت کے بن کی ہریالی مخدوم نصیر الدین ولی

اس در پہ ہے جان کھونے کو دل جبیں یہ قربان ہونے کو
دل کیوں نہ کہے دہلی آلی مخدوم نصیر الدین ولی

ملجا و اکبر عاصی ہے کالی ہر شیدا عاصی ہے

ہو وصل تو دعا جاتے وصلی مخدوم نصیرالدین ولی

حضرت مولانا فخرالدین فخرِ جہاں رحمتہ اللہ علیہ چشتی

اے فخرِ محمدؐ فخرِ علیؓ مولانا فخرالدین ولی
ہے عرش علا تیری کرسی مولانا فخرالدین ولی

محبوب معین الدین چشتی مولانا فخرالدین ولی
ہم رازِ نبیِ مکی مدنی مولانا فخرالدین ولی

خادم ہیں جن و بشر قدسی لیکن ہے پھر بھی تجھ سے ولی
قطب العالم کی دربانی مولانا فخرالدین ولی

حضرت کے تن پر جنت ہوا یا تم پر آکر درست ہوا
یہ خلعتِ اَلفقر فخری مولانا فخرالدین ولی

رنگ فخری سے تازہ ہیں وارث سے محمد تک رنگ ہیں
ہیں جتنی صفیں اگلی پچھلی مولانا فخرالدین ولی

سیراب مجھے بھی تم کر دو اپنی الفت میں گم کر دو
بھر دو گگری بھر دو گگری مولانا فخرالدین ولی

اس در سے خالی نہ گیا جس نے جو مانگا وہ پایا
سرکار ہے تیری البیلی مولانا فخرالدین ولی

ہیں لاکھوں میری امیدیں سب عرض مطلب ہے ترکِ ادب
ہے کونسی تم سے بات چھپی مولانا فخرالدین ولی

گن گاؤں گا گن مانوں گا ... جب جانوں گا

ہو آگہی ہے سینہ بسینہ چلی مولانا فخر الدین ولی

اس در سے آس لگائے ہے وارث داتا کے صدقے

منظور ہو اکبر کی عرضی مولانا فخر الدین ولی

محبوب الٰہی حضرت سلطان نظام الدین اولیاء زری زربفت

نظام الدین محبوب الٰہی
ہے شایاں تجھ پہ شان کج کلاہی

ہے تو ایسا امیر ملک عرفان
کہ خسرو ہیں تری در کے سپاہی

تو وہ خورشید وحدت ہے کہ تیری
تجلی گاہ ہے مہ تا بماہی

ترا وعدہ ہے تیرے سلسلے میں
دیا ہے ہو نہیں سکتی تباہی

وضو کر لے جو تیری باوری میں
رہے باقی نہ داغ روسیاہی

حضوری ہو وہاں تیری امتی کو
جہاں ہیں ڈوب جائے بیگناہی

وہ کی گنج شکر بابا نے پوری
جو بات اس یوسف مصری نے چاہی

مری مہر و تبرک کے بہانے
تجھے نعمت کے دیدے چاند شاہی

ہے چشتی وارثی فخری نظامی
کرے پھر کیوں نہ اکبر بادشاہی

الٰہی کون یہ رشک قمر آنکھوں میں ہے
زینت عرش معلی جلوہ گر آنکھوں میں ہے

تو ہے آباد اس میں تو یہاں ہو آتے جاتے
تیرا گھر ہے دل میں تیری رہگذر آنکھوں میں ہے

ہاتھ ہی ڈالا جسے دیکھا نگاہ ناز سے
تیری ان پلکوں میں جادو کا اثر آنکھوں میں ہے

تو خبر لینے نہیں آتا تو کچھ پروا نہیں
تیری صورت تو یہی ہے بے خبر آنکھوں میں ہے

آنکھ والے دیکھتے ہیں سب ہر صورت کی بہار
لن ترانی تھی جہاں تھی بات تو اپنی آنکھ سے

تو ہے ہر شے میں پر ہر شے سے جلوہ گر آنکھوں سے
جنے دیکھا تجلی مازاغ البصر آنکھوں سے

ڈھونڈتا پھرتا ہے اکبر دیر و کعبے میں جسے
اسکو غافل دیکھ آنکھیں کھول کر آنکھوں میں ہے

نورٌ من نور اللہ ہے احد احمد کا روپ دکھاوت ہے
کہوں میم کی چادر اوڑھت ہے کہوں آپ ہیں آپ سماوت ہے
ایسی بھی کیا ہے بیتابی کہوں عرش پہ آوت جاوت ہے
ہم جانت ہیں تورے من کی تو امت کو بخشاوت ہے
والیل کا لٹکا زلفن میں والشمس کا مکھڑا جیوں میں
مازاغ کا سرمہ نینن میں کیا روپ انوپ دکھاوت ہے
تجھ سا نہیں کوئی جہان میں وہی توری کرپا سے موری بات بنی
یا سیدنا مکی مدنی تو رسول کریم کہاوت ہے
بطحا جنگل طیبہ بن میں ڈھونڈت ہوں گلین گلین میں
آجا آجا مورے نینن میں کیوں دیس بدیس پھراوت ہے
کاندھے پہ ڈالے بردیمن ہونٹن پر کلمے سمرن
دکھلا کے انا بشر کی پھبن توحید کا رنگ جماوت ہے
مجھ سا کوئی جگ میں کورا نہیں مورے پاپن کی کچھ تھاہ نہیں
یا رب اغفرلی و جھٹ کہ تو رب غفور کہاوت ہے
سب ماتا پتا کل ناری اس سیدنا کے بلہاری

یارب بھلی امت کی جو ہر کو کوک شاوت ہے

ایک ماہِ مدن گورا سا بدن نیچی نظرین کل خبرین
کھلی ادا ہے زلفین چھوٹے ڈل چھتیت من بھاوت ہے

آوگن کی گھٹائین ہین چھائین کرپا ہو الکیری باتین
اے کلجگ ست جگ سے سائین تو کل کی لاج رکھاوت ہے

بخوبی چو گل بے نظیر آمدی
بہر صورت دلپذیر آمدی

بہر رنگ شد قدرتت آشکار
تجلی کل شی قدیر آمدی

کلاما تجلی الی الکائنات
بشان بشیر و نذیر آمدی

علی نام کردی بملک عرب
بسوئے غریبان امیر آمدی

بمنصور بانگ انا الحق زدی
بسلطان پے دار و گیر آمدی

باشکال ہار بخشی رنگہا
بنوع سمیع و بصیر آمدی

بگیر آنچہ مے خواہی اکسیر گیر
بدرگاہِ وارث فقیر آمدی

بتون مین کیون یہ شانِ کبریائی ہوتی جاتی ہے
کہ ان کے حکم مین ساری خدائی ہوتی جاتی ہے
وہ برسون سے خفا تھے مدتون سے روٹھے بیٹھے تھے
خدا کا شکر ہے اب تو رسائی ہوتی جاتی ہے
مین ان کو پیار کرتا ہون وہ مجھکو گالی دیتے ہین
بھلائی کرتا جاتا ہون برائی ہوتی جاتی ہے

زمین کوچۂ جانان میں ہے گنجائش قیامت کی
کہ لاکھوں مرنے والوں کی سمائی ہوتی جاتی ہے

یہ کس مجرم کا خون رنگ لایا کوچۂ قاتل میں
در و دیوار کی رنگت حنائی ہوتی جاتی ہے

ملا ہے دل سے دل آنکھوں سے آنکھیں کیا تماشا ہے
صفائی ہوتی جاتی ہے لڑائی ہوتی جاتی ہے

اگر لڑنا نہیں منظور تھا تو صاف کہہ دیتے
[illegible] بے وفائی ہوتی جاتی ہے

کیا وسمہ میں کا خون اور پھر کشتہ ہیں شوخی سے
ہمارے ہاتھ میں اب تو صفائی ہوتی جاتی ہے

ہزاروں مشکلیں درپیش آتی تھیں مگر اکبر
علیؑ کے نام سے مشکل کشائی ہوتی جاتی ہے

بکا ہوں جا کے بیت پیر کی ہاتھ اے اکبر
بقا باللہ تک اپنی رسائی ہوتی جاتی ہے

دونوں جہان ہیں عاشق تیری چھبن کے اوپر
مرتا تھا قیس مجنوں تیری چھبن کے اوپر
پیرایۂ شفق میں رو رو کے خون لکھے ہیں
لے جان بھی میں کردوں تیری ادا چھبن کے

لاکھوں کے ہو گئے خون تیری چھبن کے اوپر
لیلیٰ بھی تھی مجنوں تیری چھبن کے اوپر
پھرتا ہے روز گردون تیری چھبن کے اوپر
دل بیچ دے چکا ہوں تیری چھبن کے اوپر

نوٹ — یہ غزل [illegible]

	لاکھوں پھرتے ہیں اپنے پیارے سے چھوٹے متوالے	

ملا تھا مشکل سے اک یار ہو گئی تو ہوں جی بیزار
اچھے ہوتے ہیں دلدار لیکن پالا خدا نہ ڈالے

کب تک غم میں رہوں اداس ہوں اب پہنچوں کے پاس
یا تو آ جا میرے پاس ورنہ مجھکو مار ڈالے

پہلے تو نے شکل دکھائی پھر تو کہاں اپنا ہرجائی
مجھکو راتوں نیند نہ آئی چل گئے غم کے دل پر بھالے

میں نے کہا کہ اے محبوب تجھکو ہم بھی ہیں مرغوب
بولا ہنس کر وہ کیا خوب آئے بات نباہنے والے

ریختہ	اکبر یہاں ہوئے لاچار ہری کیسوئے خمدار ان پر پڑے خدا کی مار [illegible] کا	دیگر
	کیا پھولوں میں بکتا ہے جوبن تول تول تول	

دل دینا دشوار نہیں ہے جان بھی لے انکار نہیں ہے
یوسف ثانی کیا ہے بنا مول مول مول

پیشانی کیا نکھر رہی ہے زلف کی ناگن بکھر رہی ہے
زہر پلاتی ہے عاشق کو گھول گھول گھول

آنکھ میں شوخی دل میں شرارت آنکھ لڑی تو کر دی غارت
باتیں ہیں یہ کیا کیا گول گول گول

چھوڑ کے گھر بار تا لب تک صنم میں پڑا [illegible]

یا نواسی کو بھی چھوڑ و بیٹی یا مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا
کیا کہوں غم کا کسیر فسانہ ہو گیا قافلہ سب روانہ
رہ گئی کہتی ہیہات صغرا مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا

دیگر	بولی زینب یہ لاشہ پہ رو کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر جان قربان ہو میری تمپر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر	نوحہ

میری آغوش الفت کے پالے میرے بھائی کے گھر کے اجالے
خاک دھون پر نہ تکیہ نہ بستر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
ہائے اس فکر میں ہوں میں غمگین کس طرح ہو گی تجہیز و تکفین
یاں کفن بھی نہیں ہے میسر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
مجھکو تھی اسقدر تم سے الفت آگئے آئی جو نورانی صورت
دیکھتی بھی نہ تھی آنکھ بھر کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
میں نے پالا تھا مجھ سے تو بولو لاڈلے اپنی آنکھیں تو کھولو
جاگو جاگو شبیہ پیمبر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
اٹھو اٹھو بنی کے نواسے کچھ تو بولو مرے بچے کیا سے
دیکھو تو ذرا سر اٹھا کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
تھی یہ خواہش کہ دولہا بنا لیں تو شادی تمہاری رچا لیں
مٹ گئیں حسرتیں خاک ہو کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر

	کیا لکھوں غم کی اکبر حقیقت ہو گئی بیکسی کی جو حالت جب کیا بین زینب نے رو کر سو رہے ہو کہاں	

پہلے قدموں پر رکھوں سر پھر کہوں یہ سر اٹھا کر

یا نبی سلام علیک

شجرۂ قادریہ | بسم اللہ الرحمن الرحیم | رزاقیہ

اللھم صل علی محمد و آل محمد بعدد کل شیء معلوم لک

اے خدا اے نبی محمد مصطفیٰ کے واسطے — حیدر و صفدر علی مشکل کشا کے واسطے

حضرت حسین عابد باقر جعفر امام — موسیٰ کاظم شہ موسیٰ رضا کے واسطے

حضرت معروف کرخی و سری سقطی جنید — شبلی و عبد العزیز و پیر خدا کے واسطے

عبد واحد بوالفرح طرطوسی جعفر بوالحسن — بوسعید با سعادت پارسا کے واسطے

وارث علی و دستگیر بیکسان — غوث اعظم افتخار اولیا کے واسطے

عبد رزاق و شہ سید محمد پیشوا — سید احمد صاحب جود و سخا کے واسطے

حضرت سید علی خواجہ موسیٰ خطاب — شاہ دین سید حسن اہل صفا کے واسطے

شیخ بوالعباس سید بہاؤ الدین مست — حضرت سید محمد پیشوا کے واسطے

ہادی برحق جلال سرور بھکر فرید — شاہ ابراہیم شیخ با صفا کے واسطے

شیخ ابراہیم و سید امان اللہ شاہ — حضرت شاہ حسین مقتدا کے واسطے

حضرت شاہ حبیب عارف کامل علی — سید عبد الصمد شاہ ہدیٰ کے واسطے

عبد رزاق حبیب سید اسمعیل شاہ — سرور دین شاکر اللہ رہنما کے واسطے

١١٠

جو اُس پہ بیٹھے ہیں پہلا پڑھا جو اُنکا نام
ضعیف عمر نہایت حسین تر و نکلا
سفید بال ہیں حسن ہیں یہ ہیں ہیں بہار
شبیہ پاک پہ شبہ تھا کہ دنیا میں
تھی رنگ حسن میں تابان سفیدی و سرخی
سرخ ملیح سے اُس وقت کی روشن
کھنچے ہوئے کئی بچ در ملک ملک کی سیر
مہک رہا تھا وہ کمرہ تمام خوشبو سے
سمجھ میں نہ آیا کہ ماجرا کیا ہے
فقیر صوفی و مست قلندر و مجذوب
انار چھٹتے تھے باجے خوشی کے بجتے تھے
مرے دماغ میں تو تھی بھری تو سب کی
خلاف شرع جو دیکھیں بات دیکھیں وہاں
نہ تھی نگاہ مری اُن کی دید کے قابل
یہاں سے جا کے بہت دیکھیں پھر خدا کی شان
وہاں ہیں آپ کے اک جانب تھا قطب جہان
جلیس محفل وارث امیں بزم شہود
انہوں نے مجھکو بلا کر کہا حضور میں پیش
کہا کہ آج تو آیا ہے اتنے دن کے بعد

اُدھر اِدھر پھر کے تھا دم پا رہے میں چھو
سخن سے سحر نہ پیدا نگاہ جادوگر
دو شمع شام میں روشن ہیں ادا ادا میں اثر
جھلک دکھاتا ہے وارث علی محل چمکر
کہ تکمیل کیا یہ قدرت نے لعل میں گوہر
تجلی شاہ لولاک جلوہ حیدر
لیے ہوئے وہ خزانہ کہ کل فدا جس پر
دمک رہا تھا تجلی سے اُسکی سارا گھر
کہ جمع تھے وہاں ہر فن کے حلال اہل ہنر
فقیہ عالم و جاہل و اکبر و اصغر
سرود و رقص کے سامان تھی جمع کوٹھی پر
تو پاؤں میں مرے ملا پن کا تھا چکر
سلام دور سے کرکے میں لوٹ آیا گھر
کہ پاک ذات خدا ہے عیاں بشکل بشر
علیگڑھ آئے مولا علی کے لخت جگر
امین وارثی حافظ حسن فرشتہ سیر
ولی حقائق مقبول درگہ داور
حضور نے مجھے دیکھا بغور اور ہنسکر
کہاں گئے تھے وہ پہلے خیال تھے اکثر

کجا شد وحی الحق آن نوجوان پاک طینت را — که از درد فراقش هر کسی گشته است فرسوده

ولی ابن ولی ابن ولی ابن ولی الله — برای ذات پاکش حق در فردوس بگشوده

برو یا آمده اندر مرض از بهر تسکینش — محمد بهر دیدن گوشش از ایوان محموده

بهشتی بر چه شد قالی ست الاذان حق باقی — که در قرآن کل من علیها فان فرموده

برای کهتر گفت با لطف تاریخ وصالش
که احسن الله بهان ولی پاک احد بوده

قطعات تواریخ وفات جنت آیات حضرت میاں محمد یزدانی مرحوم

ایک عاشق کو جو وصف تصحیح کر کے گئی

۱۷ ذی الحجہ ۱۳۰۱

کہاں انوری اور نظامی کہاں — جو آیا غریب الوطن چل بسا

نہ عرفی رہا اور نہ جامی رہا — یہاں آ کے ہر اہل فن چل بسا

گیا آہ یزدانی خوش بیان — ستم ہے کہ بلیغ زمن چل بسا

فصاحت کی موتی جو ہیں بے بہا — بلاغت کا رنگین چمن چل بسا

گیا ہائے وہ جنت طراز نبی — ستائش گر پنجتن چل بسا

جسے طوطی ہند کہتے تھے سب — جہاں میں وہ شکر شکن چل بسا

بہار سخن پر خزاں آ گئی — کہ اس باغ کا گلبدن چل بسا

کہو دل سے اکبر یہ سال وفات
بیاں آہ میں شاہ سخن چل بسا

ذات حق کو تھا اشتیاق ان کا — جان بحق ہو گئے شفاعت ہوئی
کون لیتا بجز خدا ہم سے — قیمت لعل بے بہا ہوئی
آج کیا بولتی ہے اے طوطی — سامنے ان کے لب کشا نہ ہوئی
لب افسوس سے ہو تاریخ — بلبل خوش بیان روانہ ہوئی

اب تڑپتے ہیں ہم وہ گل نہ رہا
رہ گئے خارِ غم وہ گل نہ رہا

اختتام دعا

بخشدے خالق جہاں آمین — ہر سیہ کاری ہمان آمین
بخش غفار ایسی بلبل کو — شاخ طوبیٰ پہ آشیاں آمین
کر دی آفتاب محشر سے — تیری رحمت میں ہو اماں آمین
حشر کے روز اُن کے سر پر ہو — چتر رحمت کا سائباں آمین
پار ہوں پل صراط سے دم میں — بطفیل شہ زماں آمین
حوریں خدمت کو اور رہنے کو — باغ جنت میں ہو مکاں آمین
جائیں آل رسول کے ہمراہ — جانب گلشن جناں آمین
وہ ہیں ہم ہیں تمام رہیں — باغ جنت میں شادماں آمین
سب کی بخشش ہو خالق اکبر — یہ دعا ہو نہ رائگاں آمین

خیر سے ختم ہو چکا حصہ
سب کا ناصر ہو حافظ الحکیم

سخن فہم کی عقل حیران ہے یان
سخنور کا یان قافیہ تنگ ہے

حدیث نبی کا کیا ترجمہ
کلام الٰہی کی تفسیر ہے

ہوئی ختم جب کہ یہ ترتیب کتاب
لکھو اس کا سن [illegible] تنگ ہے

قطعۂ تاریخ دیوان علی احمد صبیر [illegible] شاگرد حضرت مصنف

اللہ جزا دے علی احمد تجھے اس کی
کیا خوب لکھا وصف شہ جن و بشر ہے

ہوئی کی گری بہتری ہر مصرعہ موزون
وصف شہ لولاک کا سہرا ترے سر ہے

پھر کیوں نہ یہ دیوان ترا کونین میں مقبول
سب اس میں ثنا انکی جنہیں کل کی خبر ہے

سننے سے ثنا و صفت کے پڑھنے میں نارنگ
کان اسپہ فدا ہوتے ہیں قربان نظر ہے

مضمون کے مضامین میں ترا ہو گیا حصہ
اک سخن فہم سخنور سے تو دور ہے

ہیں پایان میدان فصاحت میں سخن سے
تیرا کلم سحر ہے تو شعبدہ گر ہے

و اسم مقدس سے مشرف ہے تخلص
یون شہرہ کہ نظم ترے نام سے سر ہے

یہ نعت مناجات غزلیات روایات
مقبول خدا ہو یہ دعا شام و سحر ہے

ہر فرد فرشتے ترا لیے جاتے ہیں اس کو
تیرے سخن پاک میں جادو کا اثر ہے

پھر دیکھیے کیفیتیں ہر ہوا کے ہر اک نعت
خوشبو کے لئے تھوڑا سا بالوں میں اگر ہے

اس نعت کے دیوان سے تجھے ہوگی آسان
منزل عقبیٰ کیلئے زاد سفر ہے

فرمائیگا اللہ تجھے روز قیامت
لے نعت کے انعام میں جنت ترا گھر ہے

اٹھ جائیگا لے کر تجھے گلزار جنان کو
بالبل ہی تو یہ نعت کا کاغذ ترا پر ہے

شکریہ بارش

گھٹائیں جھوم رہی ہیں کالی کالی
شہان داغ سیہ کاری ہوا آج

پڑھیں سب مومنین الحمد للہ
نزول رحمت باری ہوا آج

عید کی عید الفطر

روزہ داروں کی زبان پر زمزمہ توحید ہے
شادمانی سے شگفتہ غنچۂ امید ہے

صورت شیر و شکر ملتے ہیں خوش ہو کر سب
اے مسلمانوں مبارک ہو کہ روز عید ہے

عید کی ہولی

لہا رہے ہیں رنگین خیال ہولی میں
اڑا رہے ہیں عبیر و گلال ہولی میں

کہیں ہے رقص کہیں ہے سوانگ کا جلسہ
کوئی گلابی کوئی لال لال ہولی میں

قطعۂ تاریخ جناب منشی عبد الجلیل خان صاحب جلال و صبور

این نسخۂ نعت گو و مجر (؟)
اللہ غنی دماغ اکبر

باہم ز فصاحت و بلاغت
آمیختہ ہمچو شیر و شکر

بشیشت (؟) بعروس نظم داوہ
ز الماس و عقیق و لعل و گوہر

مرغوب دلی اینکہ سال طبعش
مرغوب دلم صبور خوشتر

تو ہی دیر و حرم کا ہے والی — تجھ سے کوئی جگہ نہیں خالی
درد میں دکھ میں سب کے ساتھ ہے تو — کل کا حلال مشکلات ہے تو
ہے تو دکھتے دلوں کا چارہ ساز — اے میرے کبریا غریب نواز
بات بگڑی ہوئی بناتا ہے — ناؤ ڈوبی ہوئی تراتا ہے
میکدوں والے معرفت والے — سب ترے عشق میں ہیں متوالے
بطفیل محمد عربی — بہر اصحاب پاک و آل نبی
ہو نگاہ کرم کرم والے — ہاتھ پھیلا رہے ہیں غم والے
بخش اکل حلال و صدق مقال — نیک خو صاف قلب پاک خیال
تا رہے تجھ پہ تیرے بندوں کو — دے مرادیں مراد مندوں کو
نہ ہو دنیا میں کوئی لاوارث — سب پہ ظل علی ہو یا وارث
ہو نگاہ کرم امیدوں پر — رحم فرما ستم رسیدوں پر
جو کہ اولاد کے ہیں خواہشمند — دے خدا انکو دختر و فرزند
لے خبر ہم تباہ کاروں کی — مغفرت کر گناہ گاروں کی
بھر کے پیمانہ شریعت دے — اپنے محبوب کی محبت دے
تیرے محبوب کی ہیں امتی ہیں — شرم رکھیو قیامت میں
ہاں دکھا دے بہار جینے کی — ہو زیارت ہمیں مدینے کی
جس جگہ مومنوں کا مدفن ہو — وان محمد کا نور روشن ہو
باپ مات بھائی اور کل مومن — بخشدینا خدا جزا کے دن
ہوں نہ میزان عدل میں ہلکے — پل سے اک پل میں پار ہوں چلکے

دونون عالم مین آبرو دینا
اپنے بندون کے عیب ڈھک لینا

حشر کے دن ہو قاضی الحاجات
آل و اصحاب مصطفےٰ کا ساتھ

گر محمدؐ کا ساتھ ہو جائے
پھر تو گویا نجات ہو جائے

نزع مین راہزن نہ ہو شیطان
نام حضرت کا لیکے دیدون جان

یا محمدؐ مین لون عدم کی راہ
کہتے ہی لا الہ الا اللہ

آپ کے نام پر مین مرجاؤن
عاشقون مین یہ نام کر جاؤن

پورا یارب طفیل احمدؐ ہو
بانیٔ بزم کا جو مقصد ہو

جسقدر حاضرین محفل ہون
سب کی یارب مرادین حاصل ہون

جتنے ہین سامعین با تمکین
یہ دعا سنکے سب کہین آمین

اے خدا صدقہ آل طٰہٰ کا
خاتمہ ہو بخیر اکبر کا

جدید غزلیات

ترے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا
ثواب ہو گئے سارے عذاب کیا کہنا

شفیع حشر رسول کریم ختم رسل
حبیب پاک تمہارے خطاب کیا کہنا

تمام اگلے صحیفون کو کردیا منسوخ
رسول پاک تمہاری کتاب کیا کہنا

گناہ گارون نے جب منہ سے یا غفور کہا
برس پڑا ہے کرم کا سحاب کیا کہنا

خدا کا مان کے کہنا کیا ہے کہتے ہین
تمہارے کہنے کا عالی جناب کیا کہنا

سنا کے نعت نکیرین کو کیا خاموش
تمہارا اکبر حاضر جواب کیا کہنا

انیس محفل شاہ و گدا سلام علیک　　جلیس مجلس عرش علے سلام علیک

طبیب خلق حبیب خدا سلام علیک　　دوائے درد دل مبتلا سلام علیک

زخاک ہند بہر اے صبا سلام علیک　　رسان بجلوہ گہہ مصطفے سلام علیک

غریب پرور و بیکس نواز رحمت کل　　پناہ عام شفیع الورے سلام علیک

بصد بگریہ و زاری ز ما گدایانش　　بہ بارگاہ شہنشاہ ما سلام علیک

رسول پاک علیک الصلوٰۃ والتسلیم　　نبی خالق ہر دوسرا سلام علیک

ضیائے شمع شبستان حق علیک سلام　　سپاہ انجمن کبریا سلام علیک

رسد ز اکبر بیچارہ پائی ہر دم
ہزار بار بروح شما سلام علیک

کفر میں ایمان کا پہلو نظر آیا مجھے　　لا الہ میں جب الا ہو نظر آیا مجھے

دل ہوا آنکھوں کے صدقے جان نگاہوں کو نثار　　کس ادا سے ساقی گلرو نظر آیا مجھے

کس غضب کی تو نے اے ساقی پلائی ہے شراب　　سارے میخانہ میں تو ہی تو نظر آیا مجھے

پڑ گئی جس پر نظر وہ ہو گیا رند خراب　　اس کی چشم مست میں جادو نظر آیا مجھے

میری خود بینی نے ڈالا تھا ترے چہرہ پر نقاب　　جب نہ میں باقی رہا تب تو نظر آیا مجھے

تیرے جلووں پر نگاہیں ہو رہی ہیں لوٹ پوٹ　　اچھی اچھی صورتوں میں تو نظر آیا مجھے

پی کے جام وارثی اکبر سوا اس ذات کے
عالم فانی مقام ہو نظر آیا مجھے

تضمین بر شعر مشہور

تو ہو کر مہربان الفت سے خدمت میں بلا لیجے	اجل جلدی کی لینے کیلئے بالین پہ آ بیٹھے
فنا ہو کر الگ مجھسے نہ میری فاتحہ کیجے	جہاں تو سامنے ہو وان بہانہ کر کے بیٹھے

تمنا ہے درختوں پر تری روضہ کے جا بیٹھے
قفس جسوقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

حرم میں جو کبوتر ہیں مقدر کے ہیں سب اچھے	اڑانے میں مزے وہ قبہ پر نور پر کیسے
بلا گرداں الفت جالیوں کی سمت میں اڑتے	اسی صورت سے بلبل کی طرح آ گل مدینے کے

تمنا ہے درختوں پر تری روضہ کے جا بیٹھے
قفس جسوقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

بڑی ہی شرم ہو گذریں ہیں نافرمانیاں حد سے	گناہوں سے خجل ہوں منہ نہیں قابل کھانیکے
خجالت سے جہاں ہی سر ندامت سے ندامت ہے	بس اب تو اسے ہماری مغفرت کیجے مانگنے والے

تمنا ہے درختوں پر تری روضہ کے جا بیٹھے
قفس جسوقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

تقریظ و تاریخ از جناب سیدنا محمد علی صاحب
رئیس ہاپوڑ وکیل میرٹھ

الحمد للہ والمنۃ عجب شان ہے اس پروردگار عالم کی کہ جس نے ہیجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور سب سے افضل ہمارے خاتم النبی کو شرف عطا کیا۔ خود اللہ جن کی نسبت اپنے کلام پاک میں — لولاک لما خلقت الافلاک فرماتا ہے اور ان کو اور ان کی آل پاک کو طیب

وظاہر پیدا کیا جن پر ثنا ہر مسلمان پر واجب کیا ہے اس موجد عالم نے ہر انسان کو
قوت گویائی عطا کی ۔ گویائی کی صفت یہ ہے کہ خدا اور اُس کے برگزیدہ نبی
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پاک کو یاد رکھے ۔ دوستی آل پاک
بچانے والی عذاب جہنم کی ہے گویائی کے معنی صاف یہ ہین کہ حمد و نعت و منقبت مین
زبان کو مصروف رکھے ۔ حسان سے لیکر آج تک نعت و منقبت سرور کائنات
قصیدہ و غزل لکھتے چلے آئے ہین یہ سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت
جاری رہے گا زمانۂ حال مین میرے مہربان محمد اکبر خان صاحب
اکبر وارثی بجولوی ثم المیرٹھی ابتدائے عمر سے نعت و منقبت لکھتے رہے
اون کے کلام مین فصاحت ایسی ہے کہ کلام قدمائے متقدمین کا مزا آتا ہے
مولنا نظامی و جامی علیہ الرحمۃ وغیرہ کا سا ڈھنگ ہے اور
سعدی و خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ ہے ۔ عام فہم کیسا ہے کہ ہر
دل کو مرغوب ہے تمام لوگ اس کو شوق سے دیکھتے ہین ۔ پیر و جوان ہی
کیا منحصر ہے نو دس برس کا بچہ بھی رغبت سے اس کا شائق ہے ۔ خان صاحب
سچے دل سے عشق خدا اور رسولؐ مین مستغرق ہین یہانتک کہ
کہ خان صاحب موصوف نے اپنے کو وقف کر دیا ہے
جہان کہین مجلس میلاد شریف مقرر ہوتی ہے
تھوڑی سی اطلاع پر شریک مجلس ہوتے ہین اور
میلاد شریف بذوق شوق سے پڑھتے ہین
یہ دیوان نعت اونکا تصنیف ہین زیر طبع ہے
جسکی تاریخ لکھتا ہون

قطعۂ تاریخ

زہے دیوان خاص اکبر خان	کہ فصاحت بود در او گلچین
اے محمد علی پئے تاریخ	گفت ہاتف ریاض اکبر این

حضرات

خدائے پاک کے فضل و کرم سے ہمارا کتب خانہ تقریباً چالیس سال سے نہایت خوش اسلوبی سے پبلک کے خدمات بجا لا رہا ہے اور جس دیانت داری سے کام کر رہا ہے اس سے وہی حضرات بخوبی واقف ہیں جو ہم سے ایک مرتبہ بھی معاملہ کر چکے ہیں جملہ علوم و فنون کی کتب فارسی - عربی - اردو - ناگری مطبوعہ بمبئی - لکھنو کانپور - آگرہ - متھرا - لاہور - دہلی - اور میرٹھ وغیرہ کا ایک بڑا ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے جو نہایت رعایت و کفایت کے ساتھ فروخت کی جاتی ہیں اگر ضرورت ہو تو آپ ضرور فرمائش ارسال فرما کر ہماری خوش معاملگی کا امتحان فرما لیجئے تجربہ ہی ایک عمدہ کسوٹی ہے - مگر فرمائش ارسال کرنے سے قبل براہ کرم شرائط ذیل کو ضرور پڑھ لیجئے تاجرانہ فہرست علیحدہ ہے +

(۱) فرمائش نہایت صاف اور خوشخط معہ مفصل پتہ کے تحریر فرمائیے تاکہ پڑھنے میں دقت نہ ہو

(۲) آٹھ آنہ سے کم کی کتابیں منگانے میں محصول کا خرچ زیادہ ہوگا مگر کتابیں پوری کہ لینے میں آپ کو فائدہ ہے -

(۳) درخواست کے آنے کے بعد پندرہ روز تک پارسل کا انتظار کرنا چاہیے اسلئے کہ کوئی کتاب کتب خانہ میں موجود نہیں ہوتی تو دوسری جگہہ سے منگا کر ارسال کیجاتی ہے
(۴) جواب طلب امور کے لئے آدہ آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے۔ بیرنگ خط واپس کیا جائیگا

سلطان سکندر شاہ بن بہلول

نے ایک روز سر دربار فرمایا کہ ہر چند طب یونانی عالی مرتبہ ہے مگر باشندگانِ ہند کے مزاج کے مطابق کم ہے اراکین دربار نے دست بستہ عرض کیا کہ اس کے تین سبب ہیں اول تو اختلافات سرزمین۔ دوم تفاوت موسم و آب و ہوائے ہر دیار۔ سوم یہ کہ چونکہ فن طب یونانی سے فارسی اور عربی میں منتقل کیا ہوا ہے اور تاویل و تغیر ایک زبان کے دوسری زبان سے اکثر جگہہ مشکل ہوتی ہے ایسی حالت میں بعض چیزوں کی اصلیت اور ماہیت میں مخالف ہو جانا بہت ممکن ہے سلطان نے سنکر حکم دیا کہ اچھا سُسرت وجوگ و رس رتناکر و سارنگ دھر و مادھو ندان وغیرہ وغیرہ (جو کتب بیدک ہیں) ترجمہ فارسی زبان میں کیا جاوے اور جن الفاظ میں فارسی ترجمہ ہونے کے وجہہ سے مخالف ہو انکو بجنسہ بحاشیہ میں رکھا جاوے چنانچہ حکم کی تعمیل کیگئی بعد اسکے اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے فارسی زبان سے اردو میں ترجمہ ہوا جسکا نام مجربات اسکندری ہے کیان ہیں العلم علمان علم الابدان علم الادیان کے ماننے والے یہ تحفہ بے بہا خرید کریں اس کتاب میں ایکسو پچیس فصل ہیں اور تین باب ہیں پہلا باب مقدمات علاج میں ہے دوسرا خلقت انسانی و تشریحات اعضا میں تیسرا علامات امراض اور اس کے مجرب علاج میں ہے حقیقت میں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے طبیبوں بیدوں عطاروں عطائیوں ہر شخص کو مفید ہے (تقطیع) سائز کلاں مطبوعہ کاغذ قیمت عہ